باب 12

عاملینِ پیدائش کے معاوضوں کا تعین

DISTRIBUTION (FACTORS PRICING)

اہم موضوعات

☆ لگان

☆ اُجرت

☆ سود

☆ منافع

www.downloadclassnotes.com

لگان کا مفہوم (Definition of rent)

عام طور پر لگان سے ایسی ادائیگی مراد لی جاتی ہے جو کسی شے کو استعمال میں لانے کے عوض ادا کی جائے مثلاً مکان یا دوکان کا کرایہ، سائیکل کا کرایہ وغیرہ۔ لیکن ماہرین معاشیات لگان ایسے عامل پیدائش کو استعمال میں لانے کا معاوضہ بتاتے ہیں جس کی رسد غیر لچکدار ہو۔ چونکہ زمین ہی ایک ایسا عامل پیدائش ہے جس کی رسد معینہ ہے کیونکہ یہ قدرت کی طرف سے مفت عطیہ کے طور پر ملی ہوئی ہے۔ اس لئے لگان اس ادائیگی کو کہتے ہیں جو مزارع یا کاشتکار زمین کے مالک کو زمین کو استعمال میں لانے کے بدلے ادا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک زمیندار خود کاشت نہیں کرتا بلکہ کسی مزارع کو زمین کاشت کے لئے دے دیتا ہے وہ مزارع مالک کو جو رقم یا پیداوار کا حصہ دیتا ہے وہ لگان ہوگا۔

لگان کی اقسام (Classification of Rent)

(i) معاشی یا خالص لگان Net Rent

(ii) خام یا مرکب لگان Gross Rent

1- خالص لگان (Net rent): اسے معاشی لگان بھی کہا جاتا ہے اور اس سے وہ ادائیگی مراد لی جاتی ہے جو فقط زمین کے استعمال کے عوض زمیندار کو ادا کی جائے۔ یہ محض زمین کی خدمات کا معاوضہ ہوتا ہے اور اس میں کسی اور قسم کی کوئی ادائیگی شامل نہیں کی جاتی۔

2- خام یا مرکب لگان (Gross ren): بعض اوقات زمین کا مالک کاشتکار کو زمین کے علاوہ کچھ اور سہولیات بھی فراہم کرتا ہے جن کے بدلے زائد معاوضہ طلب کرتا ہے جب اس زائد معاوضے کو خالص لگان میں شامل کر لیا جائے تو وہ خام لگان بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک زمیندار کی 25 ایکڑ زمین ہے جو وہ مزارع کو دو لاکھ روپے سالانہ کے عوض کاشت کے لئے دے دیتا ہے۔ یہ دو لاکھ روپے اس کا خالص لگان ہوگا۔ بعد میں وہ مزارع کو آبپاشی کی مزید سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ٹیوب ویل لگا دیتا ہے اور چارہ کترنے کے لئے ٹوکہ خرید دیتا ہے اور ان سہولیات کے بدلے دس ہزار روپے سالانہ زائد معاوضہ وصول کرتا ہے۔ یہ دس ہزار روپے جب خالص لگان دو لاکھ روپوں میں جمع کئے جائیں تو کل معاوضہ دو لاکھ دس ہزار روپے خام لگان کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ کیونکہ دس ہزار روپے زمین کو استعمال میں لانے کا معاوضہ نہیں بلکہ زمیندار کے اپنے سرمائے کا سود ہے جو وہ ٹیوب ویل اور ٹوکے کی سہولیات کے بدلے وصول کرتا ہے۔

پس خام لگان میں خالص لگان کے علاوہ مندرجہ ذیل ادائیگیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔

(a) سرمائے کا سود (Interest of Capital): بعض اوقات زمیندار زمین کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کی خاطر کئی اقدامات کرتا ہے مثلاً ٹیوب ویل نصب کرنا، مزارع کی رہائش کے لئے مکان کی تعمیر، ٹوکے یا بیلنے کی خرید، فصلیں سپرے کرنے والی مشین کی فراہمی۔ ان کا معاوضہ سود کی شکل میں وہ لگان میں شامل کر لیتا ہے اور اس طرح لگان خالص نہیں رہتا۔

(b) محنت کی اُجرت (Wages of Labour): زمیندار کو زمین کی دیکھ بھال، کاشت کاروں کی مدد اور لگان کی وصولی وغیرہ کے لئے ملازم بھی رکھنے پڑتے ہیں جن کی اُجرتیں وہ لگان میں شامل کر کے مزارع یا کاشت کار سے وصول کر لیتا ہے۔ لہٰذا جب خام لگان میں سے زمیندار کے سرمائے کا سود اور محنت کی اُجرت نکال دی جائے تو باقی خالص لگان بچ جاتا ہے۔ پس

3- تفرقی لگان (Differential Rent): اسے تفریقی لگان بھی کہا جاتا ہے۔ ریکارڈو نے اپنے نظریہ لگان میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ زمین کے مختلف قطعات زرخیزی کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے زیادہ زرخیز زمین کا لگان کم زرخیز زمین کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح محل وقوع کے اعتبار سے بھی زمینوں کے لگان میں فرق پایا جاتا ہے جو قطعات زمین شہروں اور منڈیوں کے قریب واقع ہوتے ہیں۔ ان کا لگان ان قطعات سے زیادہ ہوتا ہے جو دور دراز علاقوں میں واقع ہوں۔ انارکلی بازار لاہور میں واقع دوکان کا کرایہ سمن آباد، مارکیٹ کی دوکان کے مقابلہ میں زیادہ ہوگا۔ کیونکہ محل وقوع کے اعتبار سے انارکلی بازار والی دوکان کی اہمیت اور آمدنی زیادہ ہوگی۔ پس وہ زائد آمدنی جو محض زمین کی زرخیزی یا محل وقوع کی وجہ سے حاصل ہو اسے تفرقی لگان کہا جاتا ہے۔

4- کمیابی لگان (Scarcity Rent): لگان پیدا ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ زمین کی رسد غیر لچکدار، محدود اور معیّنہ ہے اور طلب کے مقابلہ میں کم ہے۔ جب کسی ملک کی آبادی بڑھتی ہے تو اشیاء کی پیداوار بڑھانے کے لئے زمین کی طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن اس کی رسد کو نہیں بڑھایا جا سکتا۔ لہٰذا زمین کی قدر و مالیت بڑھ جانے پر اس کی شرح معاوضہ بھی بلند ہو جاتی ہے۔ پس زمین کی کمیابی کی بناء پر زمین کے مالک کو جو ادائیگی کی جاتی ہے اسے کمیابی لگان کہا جاتا ہے۔

زمین کی کمیابی کے کئی اسباب ہیں مثلاً

1- بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر رہائشی مکانات کی تعمیر کے لئے زیادہ زمین کی ضرورت
2- صنعتی اور تجارتی ترقی کے پیش نظر نئے کارخانوں اور تجارتی اداروں کے قیام کے لئے زمین کی مانگ میں اضافہ۔
3- سیم اور تھور کی وجہ سے زمین ناکارہ ہونا۔
4- بنجر اور غیر آباد زمین کا کافی مقدار میں ہونا۔ زمین کا کافی حصہ دریاؤں، پہاڑوں راستوں، ٹیلوں اور صحراؤں پر مبنی ہوتا ہے جو زیر کاشت نہیں آ سکتا اور اس طرح زمین کی کمیابی کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔

5- نام نہاد لگان (Quasi Rent): اسے شبہی لگان یا مثل لگان کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ نام نہاد لگان کا تصور ڈاکٹر مارشل نے پیش کیا ہے اور اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ "شبہی لگان ایسی زائد آمدنی کو کہتے ہیں جو انسان کی تیار کردہ مشینوں اور آلات کی عرصہ قلیل میں رسد کم ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔"

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نام نہاد لگان عارضی نوعیت کا ہوتا ہے اور صرف عرصہ قلیل میں حاصل کیا جا سکتا ہے جب کہ عرصہ طویل میں یہ ختم ہو جاتا ہے چونکہ کسی شے کی طلب اچانک بڑھ جانے پر اس کی رسد کو فوری طور پر نہیں بڑھایا جا سکتا اس لئے شے کی قیمت میں اضافہ ہونے پر زائد آمدنی حاصل ہوتی رہتی ہے جب تک کہ نئی مشینیں تیار کر کے ان کی معرفت شے کی رسد میں اضافہ نہ کیا جائے اور رسد کو طلب کے برابر نہ لایا جائے۔ جب رسد میں اضافہ کر کے اسے طلب کے برابر کر دیا جائے تو زائد آمدنی ختم ہو جاتی ہے اور اس طرح شبہی لگان کا وجود باقی نہیں رہتا۔ اس کی وضاحت درج ذیل شکل سے بھی کی جا سکتی ہے۔

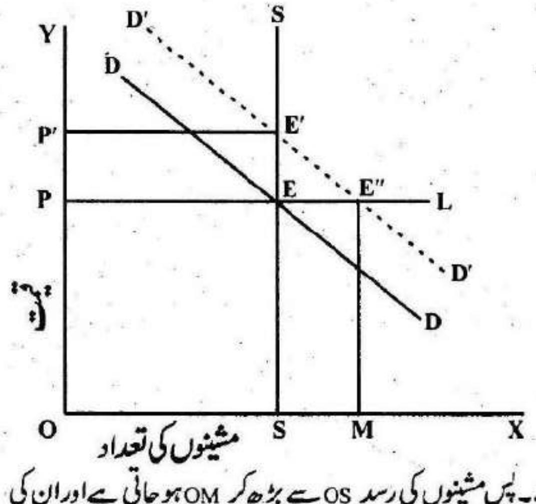

اس شکل میں SS خط مشینوں کی غیر لچکدار رسد کو ظاہر کرتا ہے جو کہ خط طلب کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے۔ لہٰذا مشینوں کی تعداد OS ہے اور ان کی قیمت OP مقرر ہوتی ہے۔ اگر قلیل عرصہ میں مشینوں کی طلب میں اضافہ ہو جائے اور خط طلب بڑھ کر D'D' ہو جائے چونکہ قلیل عرصہ میں مشینوں کی رسد میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا لہٰذا قیمت OP سے بڑھ کر OP' ہو جاتی ہے اور یہی نام نہاد لگان ہے۔ چونکہ طویل عرصہ میں مشینوں کی رسد میں اضافہ کیا جاسکتا ہے لہٰذا مشینوں کی رسد کا خط لچکدار ہو جاتا ہے اور یہ SS کے بجائے PL ہو جاتا ہے۔ یہ خط بڑھی ہوئی طلب کے خط D'D' کو نقطہ "E پر قطع کرتا ہے۔ پس مشینوں کی رسد OS سے بڑھ کر OM ہو جاتی ہے اور ان کی قیمت پھر پہلی سطح یعنی OP پر آ جاتی ہے اور اس طرح سے نام نہاد لگان مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔

خالص لگان = خام لگان − سرمائے کا سود − محنت کی اُجرت

لگان کی شرح کے تعین کے بارے میں درج ذیل نظریات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

1- ریکارڈو کا نظریہ لگان 2- لگان کا جدید نظریہ

ریکارڈو کا نظریہ لگان (Recardian Theory of Rent)

یہ نظریہ ڈیوڈ ریکارڈو کے نام سے منسوب ہے۔ اس لگان کو کلاسیکی نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔ ریکارڈو نے اپنی کتاب "Principles of Political Economy and Taxations" میں لگان کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

"لگان زمین کی پیداوار کا وہ حصہ ہے جو ایک کاشت کار زمیندار کو زمین کی ازلی (Original) اور پائیدار (Indestructible) صلاحیتوں کے استعمال کے بدلے ادا کرتا ہے۔۔ چونکہ زمین کے مختلف قطعات، زرخیزی یا محل وقوع کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں اس لئے اگر ان پر ایک جیسی محنت اور سرمائے کی اکائیاں لگائی جائیں تو وہ مختلف پیداوار دیتے ہیں۔ پس اعلیٰ اور گھٹیا زمین کی پیداوار کے فرق کو لگان کہا جاتا ہے۔"

ریکارڈو اپنے نظریہ لگان کی مزید وضاحت کے لئے ایک نو آباد ملک کی مثال دیتا ہے جس میں الف، ب، ج اور د چار قسم کی زمین ہے۔ اس میں الف سب سے زیادہ زرخیز قطعہ ہے۔ ب اس سے کم زرخیز ہے۔ ج قطعہ ب سے بھی کم زرخیز ہے اور د سب سے کم زرخیز زمین ہے۔ شروع میں لوگ جب وہاں آباد ہوتے ہیں تو سب سے پہلے سب سے زیادہ زرخیز قطعہ زمین الف کو زیر کاشت لاتے ہیں۔ چونکہ یہ زمین ان کی ضروریات سے زیادہ ہے اس لئے اس کا کوئی معاوضہ نہ ہوگا اور پھر اس وقت صرف ایک ہی قسم کی زمین کاشت ہوتی ہے اس لئے یہ لگان نہیں دیتی۔

لیکن کچھ عرصہ بعد جب آبادی میں اضافہ ہوتا ہے لوگوں کی ضروریات بڑھتی ہیں اور الف قسم کی زمین ان ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی تو وہ ب قسم کی زمین بھی زیر کاشت لے آتے ہیں۔ چونکہ الف زمین کے مقابلہ میں ب زمین کم زرخیز ہوتی ہے اس لئے اس کی پیداوار الف زمین کے مقابلہ میں کم ہوتی ہے اور دونوں زمینوں کی پیداوار کا فرق الف زمین کا لگان بن جاتا ہے۔

فرض کریں الف زمین پر محنت اور سرمائے کی ایک اکائی لگانے سے 20 من پیداوار حاصل ہوتی ہے جب کہ اس اکائی کے خرچ کرنے سے ب زمین کی پیداوار 15 من ہے تو الف زمین کا لگان 20−15=5 من مزید وقت گزرنے پر جب آبادی اور

لوگوں کی ضروریات بڑھتی ہیں تو ج قسم کی زمین زیر کاشت لے آتے ہیں اور اس طرح اب الف اور ب دونوں قسم کی زمینیں لگان دینے لگتی ہیں۔ اس طرح جب آخری قسم کی زمین بھی زیر کاشت آجاتی ہے تو وہ مختتم زمین ہونے کے ناطے بے لگان زمین بن جاتی ہے اور باقی تینوں زمینیں یعنی الف، ب، ج لگان دیتی ہیں۔

اس نظریہ کی وضاحت کے لئے درج ذیل گوشوارہ تیار کیا جاتا ہے۔

د زمین	ج زمین	ب زمین	الف زمین	محنت و سرمائے کی اکائیاں
گندم فی ایکڑ پیداوار (منوں میں)				
10	12	15	20	1
8	10	12	15	2
6	8	10	12	3
4	6	8	10	4
2	4	6	8	5

گوشوارے کے مطابق د زمین کی پیداوار کے پیش نظر باقی تینوں قسم کی زمین یعنی الف، ب اور ج کا لگان معلوم کیا گیا ہے، چونکہ د زمین کی پیداوار 10 من ہے اور یہ صرف اپنے مصارف پورے کر رہی ہے اس لئے یہ لگان نہیں دیتی۔ پیداوار کی ہر اکائی پر لاگت 10 من پیداوار کے برابر آتی ہے۔ اس لئے الف زمین پر محنت و سرمائے کی چار اکائیاں لگائی جائیں گی۔ کیونکہ چوتھی اکائی پر لاگت بھی 10 من پیداوار کے برابر ہے اور اس کی پیداوار بھی 10 من ہے، ب زمین پر تین، ج زمین پر دو اور د زمین پر صرف ایک اکائی لگائی جائے گی۔

چونکہ لگان = کل پیداوار ۔ کل مصارف اس لئے

الف زمین کا لگان = $(10 + 12 + 15 + 20) - (4 \times 10)$

= $57 - 40 = 17$ من

ب زمین کا لگان = $(10 + 12 + 15) - (3 \times 10)$

= $37 - 30 = 7$ من

ج زمین کا لگان = $(10 + 12) = (2 \times 10)$

= $22 - 20 = 2$ من

د زمین کا لگان $10 - 10 = 0$

اس کی وضاحت ایک اور طریقے سے بھی کی جاسکتی ہے جس میں ہر قطعہ زمین پر محنت و سرمائے کی صرف ایک ایک اکائی لگائی جاتی ہے۔ اس د زمین کی پیداوار کو جو کہ 10 من ہے، الف، ب اور ج زمین کی ایک ایک اکائی کی پیداوار سے منہا کر کے ان کا لگان معلوم کیا جاسکتا ہے۔

الف زمین کا لگان = $20 - 10 = 10$ من   ب زمین کا لگان = $15 - 10 = 5$ من

ج زمین کا لگان = $12 - 10 = 2$ من

د زمین چونکہ مختتم زمین ہے اس لئے یہ لگان نہیں دیتی۔

مندرجہ بالا صورت حال کی وضاحت درج ذیل خاکے کی مدد سے بھی کی جاسکتی ہے جس میں OX خط کے ساتھ مختلف زمینیں اور OY کے ساتھ ان کی پیداوار ظاہر کی گئی ہے۔

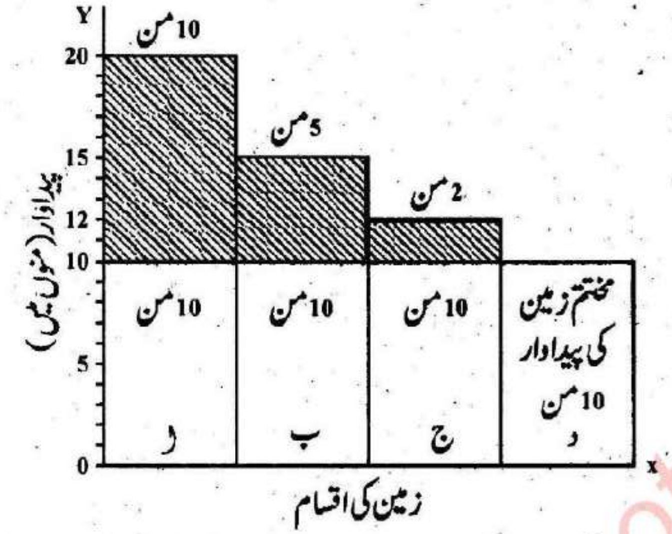

ریکارڈو کے نظریہ لگان کے مفروضات
(Assumptions)

ریکارڈو کا نظریہ لگان درج ذیل مفروضات پر قائم ہے۔

1- **مکمل مقابلہ** (Perfect competition): اس نظریہ میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ کاشت کاروں کے درمیان مکمل مقابلہ پایا جاتا ہے اس لئے ہر اکائی کے مصارف برابر ہوتے ہیں۔

2- **زمین کی زرخیزی کا علم** (Pre-knowledge about fertility of land): اس میں یہ بھی فرض کیا گیا ہے کہ کاشت کاروں کو زمین کی زرخیزی کے بارے میں پہلے ہی سے علم ہوتا ہے کہ کونسا قطعہ زیادہ زرخیز ہے اور کونسا کم زرخیز اور سب سے پہلے سب سے زیادہ زرخیز زمینیں زیر کاشت آتی ہیں۔

3- **زمین کی ازلی اور پائیدار صلاحیتیں** (Indestructible quality of land): ریکارڈو یہ بھی فرض کرتا ہے کہ زمین کی صلاحیتیں ازلی اور پائیدار ہوتی ہیں اور لگان زمین کی انہی غیر فانی قوتوں کے استعمال کا معاوضہ ہے۔

4- **مختتم زمین کا تصور** (Concept of marginal land): اس میں یہ بھی فرض کیا گیا ہے کہ مختتم زمین کوئی لگان نہیں دیتی اور باقی زمینوں کا لگان مختتم زمین کی پیداوار کو معیار بنا کر معلوم کیا جاتا ہے۔

5- **قانون تقلیل حاصل کا نفاذ** (Application of the law of decreasing return): اس نظریہ کا ایک مفروضہ یہ بھی ہے کہ پیداوار پر قانون تقلیل حاصل کا اطلاق ہوتا ہے اور محنت و سرمائے کی مزید اکائیاں لگانے سے مختتم پیداوار گرتی چلی جاتی ہے۔

6- **لگان لاگت پیدائش میں شامل نہیں ہوتا** (Rent not included in the cost of production):

ریکارڈو چونکہ لگان کو لاگت پیدائش سے "زائد پیداوار" لیتا ہے۔ اس لئے اسے قیمت کا حصہ تصور نہیں کرتا

ریکارڈو کے نظریہ لگان کا تنقیدی جائزہ

(Critical analysis of Ricardian theory of rent)

مختلف ماہرین نے ریکارڈو کے نظریہ لگان پر تنقید کرتے ہوئے اس میں درج ذیل خامیاں بیان کی ہیں۔

1- زمین کی زرخیزی میں کمی بیشی (Fertility of land changes): ریکارڈو نے اپنے نظریہ میں اس بات پر زور دیا ہے کہ لگان زمین کی ازلی اور پائیدار صلاحیتوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ زمین کی صلاحیتیں ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتیں بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی زرخیزی کم و بیش ہوتی رہتی ہے اور اس میں انسانی کوششوں کو کافی عمل دخل ہوتا ہے۔ اگر کم زرخیز زمین پر مناسب کھاد، آبپاشی کی سہولتیں اور خوب محنت کی جائے تو اس کی زرخیزی میں اضافہ ہو جاتا ہے جب کہ اچھی خاصی زرخیز زمین اگر عدم توجہی کا شکار ہو اور اس پر پانی، کھاد اور بیجوں کی مناسب مقدار استعمال نہ کی جائے تو وہ اپنی زرخیزی کھو بیٹھتی ہے بعض اوقات سیم و تھور کا شکار ہو کر بالکل ناکارہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا زمین کی قوتیں مستقل اور دائمی نہیں ہوتیں۔ البتہ زرخیزی پر اثر انداز ہونے والے بعض عوامل مثلاً آب و ہوا وغیرہ میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔

2- زمین کی زرخیزی کا پیشگی علم نہ ہونا (False assumption about the knowledge of fertility):

یہ کہنا درست نہیں ہے کہ کاشتکاروں کو زمین زیرِ کاشت لانے سے پہلے ہی اس بات کا علم ہوتا ہے کہ کونسی زمین زیادہ زرخیز ہے اور کونسی کم زرخیز ہے۔ دراصل زمین کی زرخیزی کا صحیح علم اسے استعمال میں لانے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا زمین کی تقسیم کے بارے میں ریکارڈو کے نظریات محض خیالی ہیں اور حقیقت پر مبنی نہیں۔

3- زمین کو زیرِ کاشت لانے کا غلط مفروضہ (False assumption of undrcultivation of land):

اس بات کا بھی کہیں ثبوت نہیں ملتا کہ کسی نو آباد ملک میں جو زمینیں سب سے پہلے زیرِ کاشت آئیں وہ سب سے زیادہ زرخیز تھیں۔ دراصل جو زمینیں دریاؤں، گزرگاہوں، شہروں، قصبوں اور راستوں کے قریب اور ہموار تھیں۔ انہیں پہلے زیرِ کاشت لایا گیا اور جو زمینیں ناہموار اور دور دراز علاقوں میں تھیں انہیں بعد میں استعمال میں لایا گیا۔ حالانکہ بعض اوقات بعد میں زیرِ کاشت آنے والی زمینیں زیادہ زرخیز ثابت ہوئیں۔ لہٰذا پروفیسر راشر (Roscher) اور کیرے (Carey) نے اس مفروضہ کو بھی غلط قرار دیا ہے۔ البتہ واکر (Walker) کا کہنا ہے کہ زمین کے محلِ وقوع کو مدِنظر رکھا جاتا ہے۔

4- مکمل مقابلہ کا مفروضہ درست نہیں (No perfect competition): ریکارڈو کا یہ مفروضہ بھی عملی زندگی میں درست ثابت نہیں ہوتا کہ کاشتکاروں کے مابین مکمل مقابلہ پایا جاتا ہے کیونکہ کسی بھی منڈی میں مکمل مقابلہ کی پانچوں شرائط کا پورا ہونا بہت مشکل ہے۔ چاہے وہ اشیا کی منڈی ہو یا عاملین کی۔

5- قانون تقلیل حاصل کے نفاذ کی غلط وضاحت

(Un-acceptable interpretation of law of decreasing return):

اس نظریہ کی بنیاد قانون تقلیل حاصل پر رکھی گئی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ پیداوار کا عمل شروع ہی سے قانون تقلیل حاصل

کے تابع ہو۔ دورِ جدید میں مشینی کاشت کی بدولت مختتم پیداوار میں اضافہ ممکن ہے اور پیداوار پر قانون تکثیر حاصل لاگو ہوتا ہے اور ایک حد کے بعد اس پر تقلیل حاصل کا نفاذ ہوتا ہے۔

6- لگان مصارف پیدائش کا حصہ (Rent is a part of cost of production): ریکارڈو نے اپنے نظریہ میں لگان کو مصارف پیدائش میں شامل نہیں کیا۔ حالانکہ جدید ماہرین اسے قیمت کا حصہ بناتے ہیں اور اس کو لاگت پیدائش میں شامل کرتے ہیں کیونکہ کاشت کار کو جہاں بیج، کھاد، آبیانہ، زرعی آلات اور دیگر اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ وہاں زمین کے مالک کو لگان بھی ادا کرنا ہوتا ہے۔

7- بے لگان زمین کا ناقابل فہم تصور (Un-under standable concept of "No rent land"):

ریکارڈو نے مختتم زمین کو بے لگان بتایا ہے لیکن آج کل کوئی زمین ایسی نہیں جو لگان نہ دے چونکہ زمین کی طلب کے مقابلہ میں اس کی رسد محدود ہے اس لئے ہر قسم کی زمین لگان دیتی ہے۔ لہٰذا مختتم زمین کا تصور، مبہم، غیر واضح اور ناقابل قبول ہے۔

8- لگان کی شرح کا تعیّن نہیں کرتا (Theory does not determine the rate of rent): یہ نظریہ صرف اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ زیادہ زرخیز زمینوں کا لگان کم زرخیز زمینوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے لیکن اس بات کی وضاحت نہیں کرتا کہ لگان کی شرح کا تعیّن کیونکر ہوتا ہے جو کہ نظریہ کا اصل مقصد ہونا چاہیے۔

9- الگ نظریہ کا بے معنی تصور (Demand and supply is the real theory): جدید ماہرین کا کہنا ہے کہ لگان کے تعیّن کے لئے طلب و رسد کے اصول کو ہی پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور نظریہ قابل عمل نہیں۔

مندرجہ بالا اعتراضات کے باوجود یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ریکارڈو کا نظریہ لگان اگرچہ شرح لگان کے تعیّن پر زیادہ روشنی نہیں ڈالتا تاہم اسے بالکل بے بنیاد بھی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہ ان باتوں کا ذکر کرتا ہے جو لگان کے تعیّن میں مدد دیتی ہیں اور پھر اس بات سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا کہ زیادہ زرخیز زمین کا لگان کم زرخیز زمین کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے۔

جدید نظریہ لگان (Modern theory of rent)

جدید ماہرین کا کہنا ہے کہ زمین کے لگان کی شرح کا تعیّن زمین کی طلب اور رسد کے باہمی توازن سے ہوتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے کہ عام اشیاء کی قیمتوں کا تعیّن ان کی طلب اور رسد کے باہمی توازن سے طے پاتا ہے۔ چونکہ زمین کی رسد معیّن ہے جس میں کمی بیشی کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی کوئی رسدی قیمت نہیں ہوتی۔ یعنی لگان میں اضافہ کر کے اس کی رسد نہیں بڑھائی جا سکتی۔ دوسری طرف زمین کی طلب ماخوذ ہوتی ہے اور یہ رسد کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا زمین کی کمیابی کی وجہ سے لگان پیدا ہوتا ہے۔

اس نظریہ کی وضاحت کے لئے زمین کی طلب اور رسد کے پہلوؤں کا الگ الگ جائزہ لیا جاتا ہے۔

1- رسد کا پہلو (Supply side): اگر قومی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو زمین کی رسد معین ہوتی ہے کیونکہ کسی ملک کے پاس جتنی زمین ہوتی ہے اس میں عام حالات میں کمی بیشی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ بنجر اور غیر آباد زمینوں کو قابل کاشت بنایا جائے۔ جس کے لئے طویل عرصہ درکار ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ عرصۂ قلیل میں ملکی سطح پر زمین کی رسد معین ہوتی ہے۔ لہٰذا زمین کا خط رسد SS بالکل عمودی ہوتا ہے۔ تاہم زمین کے استعمال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی رسد میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے مثلاً اگر کاشت کار یہ محسوس کریں کہ کپاس کے مقابلہ میں گنا زیادہ منافع آور فصل ہے تو وہ گنے کے لئے زمین کی رسد میں اضافہ کر دیں گے جب کہ کپاس کے لئے زمین کی رسد کم ہو جائے گی۔ اس طرح سے زمین کا خط رسد نیچے سے اُوپر بائیں سے دائیں جانب حرکت کرتا ہے۔

2- طلب کا پہلو (Demand side): جہاں تک زمین کی طلب کا تعلق ہے یہ براہ راست نہیں ہوتی بلکہ بالواسطہ ہوتی ہے۔ اگر زرعی اجناس کی طلب میں اضافہ ہو تو ان کی رسد بڑھانے کے لئے زیادہ زمین طلب کی جائے گی۔ اگر مکانات کی طلب بڑھ جائے تو نئے مکانات بنانے کے لئے زمین کی طلب میں اضافہ ہو جائے گا اور جب زمین کی طلب بڑھتی ہے تو لگان کی شرح میں اضافہ ہو جاتا ہے اور زمین کی طلب کم ہونے کی صورت میں لگان کی شرح میں کمی آ جاتی ہے۔ زمین کی طلب اس کی مختتم پیداوار سے متاثر ہوتی ہے۔ اگر زمین کی مختتم پیداوار زیادہ ہو تو شرح لگان بلند ہو گی اور مختتم پیداوار کم ہونے کی صورت میں شرح لگان گر جائے گی۔

شرح لگان کا تعیّن

الف۔ ملکی سطح پر معینہ رسد کے پیش نظر

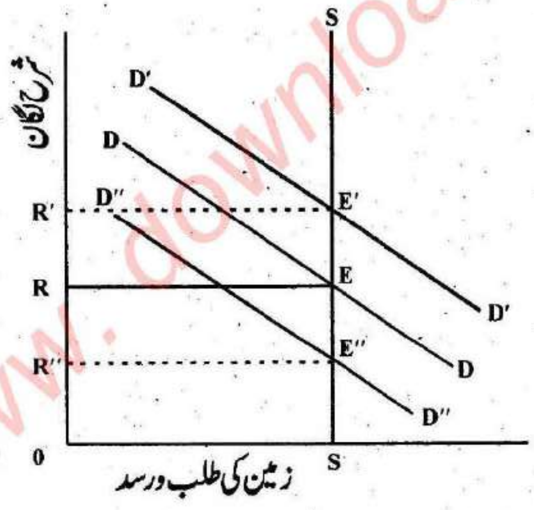

وضاحت:

ڈائیگرام میں OX خط کے ساتھ زمین کی طلب اور رسد ظاہر کی گئی ہے اور OY کے ساتھ لگان کی شرح رکھی گئی ہے۔ DD زمین کی طلب کا خط ہے اور SS خط رسد ہے یہ دونوں خطوط ایک دوسرے کو نقطۂ E پر ملتے ہیں جو کہ نقطۂ توازن ہے۔ اس نقطۂ پر زمین کی طلب و رسد کی مقدار برابر ہے یعنی OS لہٰذا نقطۂ E سے OY خط پر عمود گرا کر شرح لگان معلوم کی گئی ہے جو کہ OR کے برابر ہے۔

جب زمین کی طلب میں اضافہ سے اس کی طلب کا نیا خط D'D' پہلے خط طلب کے اُوپر چلا جاتا ہے تو E' نیا نقطۂ توازن بن جاتا ہے اور اس طرح شرح لگان OR سے بڑھ کر OR' ہو جاتی ہے۔ اگر زمین کی طلب میں کمی آ جائے تو طلب کا نیا خط D"D" پہلے خط کے نیچے چلا جاتا ہے اور نقطۂ توازن E" ہونے پر شرح لگان OR سے کم ہو کر OR" رہ جاتی ہے۔ پس لگان کی شرح کا تعین اس سطح پر ہوتا ہے جہاں زمین کی طلب اور رسد آپس میں برابر ہوں۔

ب۔ زمین کے استعمال کے پیش نظر: چونکہ زمین کے استعمال کے پیش نظر اس کی رسد میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے اس لئے خط رسد نیچے سے اُوپر بائیں سے دائیں جانب حرکت کرتا ہے۔

جیسا کہ مندرجہ ذیل ڈائیگرام سے ظاہر ہے۔

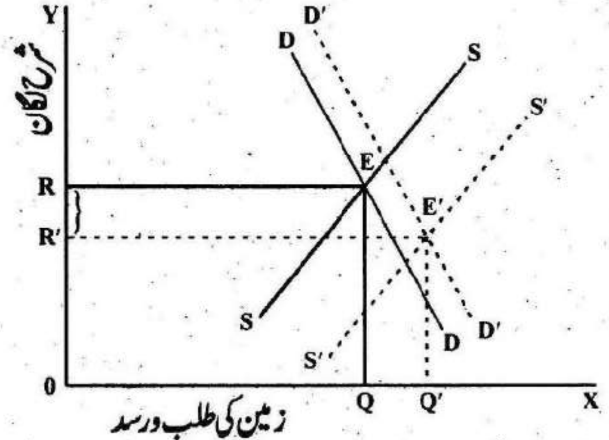

OX محور کے ساتھ زمین کی مقدار اور OY کے ساتھ شرح لگان ظاہر کی گئی ہے۔

DD زمین کا خط طلب اور SS خط رسد ہے۔

یہ دونوں خطوط ایک دوسرے کو نقطہ E پر ملتے ہیں جو کہ نقطہ توازن ہے اس نقطہ سے OY خط پر عمود گرا کر شرح لگان معلوم کی گئی ہے جو کہ OR بنتی ہے۔

طلب اور رسد میں اضافہ ہونے پر طلب کا نیا خط D'D' رسد کے نئے خط S'S' کو نقطہ E' پر ملتا ہے۔ چونکہ طلب کے مقابلے میں رسد میں زیادہ نسبت سے اضافہ ہوا ہے۔ لہٰذا شرح لگان OR سے کم ہو کر OR' رہ گئی ہے۔

اگر زمین کی رسد کے مقابلہ میں طلب زیادہ نسبت سے بڑھے تو شرح لگان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مفروضات (Assumptions): لگان کے جدید نظریہ کی بنیاد بھی درج ذیل مفروضات پر استوار کی گئی ہے۔

1- ایک ملک میں قابل کاشت زمین کی مقدار معینہ ہے۔ 2- تمام زمین زرخیزی کے لحاظ سے برابر ہے۔
3- کاشت کاروں میں مکمل مقابلہ موجود ہے۔

جدید نظریہ کی وضاحت کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ لگان اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ زمین کمیاب ہے اور طلب کی نسبت اس کی رسد محدود ہے۔

اُجرت کا مفہوم (Definition and Meaning of Wages)

قومی آمدنی کا وہ حصہ جو محنت کش کو اس کی خدمات کے عوض دیا جاتا ہے اُجرت کہلاتا ہے۔ اس کی تعریف یوں بھی کی جاتی ہے۔

"اُجرت سے مراد وہ مادی معاوضہ لیا جاتا ہے۔ جو کسی شخص کو اس کی ذہنی یا جسمانی کاوش کے بدلے ادا کیا جائے"

اُجرت کی مندرجہ بالا تعریف میں دو باتیں وضاحت طلب ہیں۔

i- مادی معاوضہ سے مراد زر، اجناس یا اشیاء وغیرہ کی صورت میں ادائیگی ہے۔ مثلاً پانچ سو روپے ماہانہ یا 25 من گندم سالانہ وغیرہ۔ کسی کام کے بدلے مزدور کے لئے محض دعائیں یا نیک تمنائیں اس کی اُجرت نہیں ہو سکتیں۔

ii- مزدور جسمانی مشقت بھی کرتا ہے جیسا کہ کھیت مزدور، بڑھئی یا پہاڑی مزدور وغیرہ اور اس کا دماغی کام بھی ہوتا ہے۔ جیسے استاد، جج، وکیل وغیرہ۔ اُجرت ان دونوں قسم کی کاوشوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اُجرت کا ذکر ہمیشہ وقت کے پیش نظر کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً یومیہ اُجرت، ماہانہ اُجرت، سالانہ اُجرت وغیرہ۔ اُجرت طے شدہ معاہدہ کے تحت بھی دی جاتی ہے۔ جیسے مزدور کی 100 روپے یومیہ کلرک کی ایک ہزار روپے ماہانہ وغیرہ اور یہ آزادانہ بھی حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے ڈاکٹر یا وکیل کی فیس وغیرہ۔

اُجرت کی اقسام

اُجرتوں کا مطالعہ دو صورتوں میں کیا جا سکتا ہے۔

-1 ظاہری یا زری اُجرت Nominal or Money Wages -2 حقیقی اُجرت Real Wages

-1 ظاہری اُجرت (Money wages): اسے اُجرت متعارفہ بھی کہا جاتا ہے اور اس سے مراد وہ اُجرت لی جاتی ہے۔ جو زر (روپیہ، پیسہ) کی صورت میں ادا کی جائے۔ مثلاً مزدور کی 100 روپے یومیہ اور ڈاکٹر کی 15 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ وغیرہ

-2 حقیقی اُجرت (Real wages): بعض اوقات مزدور کو زر کی صورت میں ملنے والی اُجرت کے علاوہ کچھ مزید سہولیات اور مراعات بھی حاصل ہوتی ہیں مثلاً مفت رہائش، علاج و معالجہ کی سہولیات، تفریحی سہولیات یا مفت کھانا وغیرہ۔ جب ان سہولیات کو زری اُجرت میں شامل کر لیا جاتا ہے تو یہ حقیقی اُجرت بن جاتی ہے۔ کسی ملک کے عوام کا معیار زندگی پرکھنے کے لئے حقیقی اُجرتوں کو ہی معیار بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی ملک کے عوام کی ظاہری اُجرتیں کم ہوں لیکن انہیں دیگر سہولیات و آسائشیات زیادہ مقدار میں میسر ہوں اور وہ خوشحال زندگی بسر کر رہے ہوں یا کسی ملک کے لوگوں کی ظاہری اُجرتیں زیادہ ہونے کے باوجود انہیں زندگی کی کم سہولتیں میسر ہوں اور غربت کی زندگی گزار رہے ہوں۔

حقیقی اُجرت کے عوامل (Determinants of real wages)

حقیقی اُجرت کے کم یا زیادہ ہونے کا انحصار مندرجہ ذیل باتوں پر ہوتا ہے۔

-1 زر کی قوت خرید (Purchasing power of money): زر کی قوت خرید سے مراد اشیاء کی وہ مقدار لی جاتی ہے جو زر کی ایک اکائی کے بدلے حاصل ہو۔ زر کی قوت خرید کا انحصار اشیاء کی قیمتوں پر ہوتا ہے۔ اگر قیمتیں کم ہوں تو زر کی قوت خرید زیادہ ہوتی ہے اور اگر قیمتیں بلند ہوں تو زر کی قوت خرید میں کمی آ جاتی ہے۔ چونکہ مختلف مقامات پر زر کی قوت خرید مختلف ہوتی ہے۔ لہٰذا حقیقی اُجرتوں میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ مثلاً دو اساتذہ کو برابر اُجرت ملتی ہے۔ یعنی چار ہزار روپے ماہانہ ان میں سے ایک استاد گاؤں کے سکول میں اور دوسرا شہر کے سکول میں تعینات ہے۔ گاؤں کے سکول کے استاد کو رہنے کے لئے مفت مکان ملا ہوا ہے اور دودھ سبزیاں، انڈے، گندم اور کئی دیگر اشیاء سستی مل جاتی ہیں۔ جب کہ شہر کے استاد کو مکان کا کرایہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے اور دودھ، گھی، سبزیاں اور دیگر ضروریات زندگی بھی مہنگے داموں ملتی ہیں۔ پس دیہاتی سکول ماسٹر کی حقیقی اُجرت شہر کے سکول ٹیچر سے زیادہ ہوگی۔

-2 ضمنی آمدنی کے امکانات Subsidiary income: بعض ایسے پیشے ہوتے ہیں جن میں زائد آمدنی حاصل کرنے کے مواقع موجود ہوتے ہیں جبکہ بعض لوگ ان سہولیات سے محروم ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک پروفیسر تنخواہ کے علاوہ ٹیوشن پڑھا کر کتاب لکھ کر اور امتحانی کاپیاں جانچ کر زائد آمدنی حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک ڈاکٹر ہسپتال کے اوقات کے بعد اپنا پرائیویٹ کلینک کھول کر آمدنی حاصل کر لیتا ہے۔ جب کہ ایک مجسٹریٹ یا جج اپنے پیشے سے زائد آمدنی نہیں کما سکتے۔ پس جن کاموں سے زائد آمدنی کے امکانات ہوتے ہیں وہاں حقیقی

اُجرتیں بلند ہو جاتی ہیں بہ نسبت ان پیشوں کے جہاں یہ سہولیات میسر نہیں ہوتیں۔

3- کام کے حالات (Working conditions): بعض لوگوں کو خوشگوار اور صاف ستھرے ماحول میں کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جہاں صفائی، روشنی اور دیگر سہولیات کا معقول انتظام ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کی استعداد زیادہ ہوتی ہے اور حقیقی اُجرتیں بھی بلند ہوتی ہیں۔ جب کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے کام کرنے کی جگہ پر پانی، روشنی، صفائی وغیرہ کا کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا۔ مثلاً کانوں میں کام کرنے والے افراد کو کم روشنی اور زہریلی گیسوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مشینوں پر کام کرنے والے مزدوروں کو گرمیوں میں کافی حدت برداشت کرنا پڑتی ہے۔ پہاڑی مزدور تپتی ہوئی دوپہر کو گرم پتھر کوٹنے کا کام کرتے ہیں لہٰذا ان کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے اور حقیقی اُجرت کم ہو جاتی ہے۔

4- کام کے اوقات (Work Hours): بعض اوقات لوگوں کو تھوڑی دیر کام کرنا پڑتا ہے جبکہ بعض لوگوں کے کام کے اوقات بڑے لمبے ہوتے ہیں مثلاً ایک چوکیدار کو دن رات ڈیوٹی دینی پڑتی ہے جبکہ ایک کلرک 8 گھنٹے ڈیوٹی دینے کے بعد فارغ ہو جاتا ہے۔ ایک کھیت مزدور کا کام 24 گھنٹے کا ہوتا ہے۔ جبکہ فیکٹری مزدور 8 گھنٹے کام کرتا ہے۔ ایک پروفیسر کا روزانہ 2 سے 3 گھنٹے کا کام ہوتا ہے۔ پس جن لوگوں کے کام کے اوقات کم ہوتے ہیں ان لوگوں کی حقیقی اُجرتیں ایسے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہیں جن کے کام کے اوقات لمبے ہوتے ہیں۔

5- کام کا عارضی یا مستقل ہونا (Nature of Job (Temporary or permanant)): جو کام عارضی نوعیت کے ہوتے ہیں وہاں حقیقی اُجرتیں کم ہوتی ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کا کافی وقت نئے روزگار کی تلاش میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اور ان کی اوسط اُجرت کم بنتی ہے لیکن جن لوگوں کی ملازمتیں مستقل ہوتی ہیں ان کی حقیقی اُجرتیں بلند ہوتی ہیں۔ فرض کیجئے کہ ایک مزدور چینی کے کارخانے میں کام کرتا ہے جو سال میں چھ ماہ چلتا ہے۔ دوسرا مزدور کپڑے کے کارخانے میں کام کرتا ہے جو سارا سال چلتا رہتا ہے۔ اگر ان دونوں مزدوروں کی ظاہری اُجرت برابر بھی ہو تو مستقل کام کرنے والے مزدور کی حقیقی اُجرت زیادہ ہوتی ہے۔

6- ترقی کے امکانات (Chances of promotion): جس کام یا پیشے میں ترقی کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں وہاں ایسے پیشوں کے مقابلے میں حقیقی اُجرتیں زیادہ ہوتی ہیں جہاں ترقی کے مواقع کم ہوں۔ پاکستان میں دیگر ملازمتوں کے مقابلے میں محکمہ تعلیم میں ترقی کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں لہٰذا یہاں حقیقی اُجرت کم ہے۔

7- زائد سہولتوں کا حصول (Additional facilities): بعض پیشوں میں تنخواہ کے علاوہ دیگر سہولیات بھی میسر آتی ہیں۔ مثلاً رہائش کے لئے مکان، ٹیلی فون کی سہولت، ٹرانسپورٹ کی سہولت، بچوں کی تعلیم اور مفت طبی امداد کی سہولت وغیرہ۔ ایسے پیشوں میں ان ملازمتوں کے مقابلہ میں حقیقی اُجرتیں بلند ہوتی ہیں جہاں ایسی سہولیتں میسر نہ ہوں۔ چاہے دونوں صورتوں میں ظاہری اُجرت برابر کیوں نہ ہو۔

8- مزدور مالک کے تعلقات (Employee / Employer relationship): اگر مالکوں اور مزدوروں کے مابین تعلقات خوشگوار ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوں تو ذہنی سکون کی وجہ سے حقیقی اُجرتوں کو زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ بے شک ظاہری طور پر یہ کم ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن اگر دونوں میں لڑائی جھگڑا ہوتا رہے تو ناخوشگوار ماحول میں ذہنی سکون ختم ہو جاتا ہے اور ظاہری اُجرت زیادہ ہونے کا باوجود بھی حقیقی مسرت حاصل نہیں ہوتی۔

9- کسب کے اخراجات (Expenses regarding Job): بعض کاموں میں اپنی طرف سے کافی روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر کو کلینک کھولنے کیلئے دوکان، ڈسپنسر، ادویات، آلات وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن پر بہت سے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ لہٰذا اس کی حقیقی آمدنی ان اخراجات کے بعد کم ہو کر رہ جاتی ہے۔ پھر ڈاکٹر بننے کے لئے تعلیم و تربیت پر بھی بہت سے اخراجات برداشت کئے ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں جس شخص نے اپنی تعلیم پر زیادہ رقومات خرچ نہ کی ہوں۔ اس کی حقیقی آمدنی زیادہ ہوگی۔ مثلاً کئی لوگ پرائیویٹ طور پر ایم اے کرنے کے بعد لیکچرار بن جاتے ہیں اور پھر لیکچراروں کو کالج کی لائبریری اور مصنفین کے اعزازی نسخوں کی بدولت اپنی طرف سے کتابوں پر کچھ زیادہ خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ لہٰذا کسب کے اخراجات کم ہونے کی وجہ سے ان کی حقیقی اُجرت زیادہ ہوتی ہے۔

10- پیداواری صلاحیت (Productive capacity): مزدور کی پیداواری صلاحیت بھی حقیقی اُجرت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ زیادہ پیداواری صلاحیت والے مزدور کی طلب اور حقیقی اُجرت زیادہ ہوگی جبکہ سست پیداواری صلاحیت رکھنے والے مزدور کی حقیقی اُجرت بھی پست ہوگی۔

11- سماجی وقار (Social status): معاشرے میں جس شعبے کی اہمیت زیادہ اور وقار بلند سمجھا جائے گا، اُس کی حقیقی اُجرت زیادہ ہوگی جبکہ کم اختیارات والے محکموں میں کام کرنے والے افراد کی حقیقی اُجرت بھی کم ہوگی مثلاً پاکستان میں کسٹم اور انکم ٹیکس۔ محکمہ مال اور نظم و نسق سے متعلق سول سروس کے ملازمین کو زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جبکہ محکمہ تعلیم اور پوسٹ آفس کے ملازمین کو سماجی لحاظ سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی لہٰذا ان کی حقیقی اُجرت بھی پست ہوتی ہے۔

نظریہ مختتم پیداواری (Marginal Productivity Theory)

یہ قومی آمدنی کی تقسیم کا عام نظریہ ہے۔ اس کے مطابق ہر عامل پیدائش کو اس کا معاوضہ اس عامل کی مختتم پیداوار کے برابر ملتا ہے۔ محنت بھی چونکہ ایک عامل پیدائش ہے۔ لہٰذا اسے بھی اپنا معاوضہ اس کی مختتم پیداوار کے برابر ملتا ہے۔ مختتم پیداوار سے مراد کل پیداوار میں وہ اضافہ ہے جو مختتم مزدور کو کام پر لگانے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس مختتم مزدور کا معاوضہ اس کی پیدا کردہ اشیاء کی مالیت کے برابر ہوتا ہے۔ اور اسی بنیاد پر دوسرے مزدوروں کو بھی اُجرت دی جاتی ہے۔ اس ضمن میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ تمام مزدوروں کی استعداد کار یکساں ہوتی ہے۔ جب کسی کاروبار میں محنت کی اکائیاں یکے بعد دیگرے لگائی جاتی ہیں تو قانون تقلیل حاصل کے عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہر زائد اکائی کی مختتم پیداوار گرتی چلی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی مختتم پیداوار کی مالیت اس کی اجرت (معاوضہ) کے برابر ہو جاتی ہے۔ پس اس کے بعد کوئی زائد اکائی کاروبار میں نہیں لگائی جاتی۔ کیونکہ ایسی صورت میں آجر کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اگر اجرتیں مختتم پیداوار کی سطح سے بلند ہو جائیں تو آجر کم مزدوروں کو کاروبار میں لگائیں گے۔ لہٰذا مزدوروں میں باہمی مقابلہ کی وجہ سے اُجرتیں گر کر پہلی سطح پر پہنچ جائیں گی۔ اس کے برعکس اگر اُجرتیں مختتم پیداوار سے پست سطح پر مقرر ہوں تو آجروں

کے درمیان باہمی مقابلہ کی وجہ سے اُجرتیں چڑھ کر پر پہلی سطح پر پہنچ جائیں گی۔

اس نظریہ کو پیش کرنے میں ڈاکٹر مارشل اور جے۔ بی۔ کلارک پیش پیش تھے۔ اس کے مطابق ہر عامل پیدائش کو اس کی خدمات کا معاوضہ اس کی مختتم پیداوار کے برابر ملتا ہے۔ مختتم پیداوار سے مراد مجموعی پیداوار میں وہ اضافہ لیا جاتا ہے جو کسی عامل پیدائش کی زائد اکائی لگانے سے حاصل ہو یا کسی عامل پیدائش کی آخری اکائی سے حاصل کردہ پیداوار کو مختتم پیداوار کا نام دیا جاتا ہے۔ جب کسی کاروبار میں کسی عامل پیدائش کی اکائیاں یکے بعد دیگرے لگائی جاتی ہیں تو قانون تقلیل حاصل کی وجہ سے ایک حد ایسی آجاتی ہے کہ زائد اکائی کی پیداوار کی مالیت اس اکائی پر آنے والی لاگت (معاوضہ) کے برابر ہوتی ہے۔ یہ ایسی اکائی ہوتی ہے جس سے ناظم کو نفع حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

لیکن اس کے بعد اگر کوئی مزید اکائی کاروبار میں لگائی جائے تو اس کی مختتم پیداوار تو قانون تقلیل حاصل کی وجہ سے گر جاتی ہے لیکن اسے معاوضہ پہلی اکائی کے برابر دینا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے ناظم کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پس یہ نئی اکائی کاروبار میں نہیں لگائی جاتی اور آخری اکائی جس کی مختتم پیداوار اس کی لاگت کے برابر ہوتی ہے مختتم اکائی کہلاتی ہے جس کی پیداوار کے برابر عامل کی ہر اکائی کو معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اس نظریہ کی مزید وضاحت کے لئے درج ذیل گوشوارہ تیار کیا جاتا ہے جس میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ:

1- کسی کاروبار میں محنت کی اکائیاں یکے بعد دیگرے لگائی جاتی ہیں۔
2- ہر مزدور کو 500 روپے ماہانہ اُجرت ملتی ہے۔
پیدا کردہ شے کی بازاری قیمت 50 روپے فی اکائی ہے۔

گوشوارہ

محنت کی اکائیاں	کل پیداوار	مختتم پیداوار	مختتم پیداوار کی مالیت (50 روپے فی اکائی)	شرح اُجرت
1	20	20	1000 روپے	500 روپے
2	38	18	900 روپے	500 روپے
3	54	16	800 روپے	500 روپے
4	68	14	700 روپے	500 روپے
5	80	12	600 روپے	500 روپے
6	90	10	500 روپے	500 روپے
7	98	8	400 روپے	500 روپے

وضاحت: گوشوارے میں پہلے مزدور کی مختتم پیداواری مالیت 1000 روپے بنتی ہے کیونکہ اس کی مدد سے شے کی 20 اکائیاں پیدا کی جارہی ہیں اور ہر اکائی کی قیمت 50 روپے ہے۔ لہٰذا اس کی پیداواری مالیت 20 × 50 = 1000 روپے۔ چونکہ اس مزدور کو 500 روپے معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے ناظم کو 1000 – 500 = 500 روپے منافع دیتا ہے۔ لہٰذا ناظم کاروبار میں دوسرا مزدور بھی لگا دیتا ہے۔ جس کی مختتم پیداواری مالیت 900 روپے بنتی ہے اور اس طرح یہ مزدور بھی 900–500=400 روپے کا نفع دیتا ہے۔ تیسرے مزدور کی مختتم پیداواری مالیت کے پیش نظر آجر کا منافع 800–500=300 روپے بنتا

ہے جبکہ چوتھا مزدور 700-500=200 روپے منافع دیتا ہے۔ جب پانچواں مزدور کاروبار میں لگایا جاتا ہے تو آجر کا منافع 600-500=100 روپے رہ جاتا ہے جبکہ چھٹے مزدور کی مختتم پیداواری مالیت بھی 500 روپے ہے جبکہ اس کا معاوضہ بھی 500 روپے ہے۔ لہٰذا اس سے ناظم کو کوئی منافع حاصل نہیں ہوتا۔ چونکہ کاروبار قانون تقلیل حاصل کے تابع ہوتا ہے اس لئے چھٹے مزدور کے بعد کوئی نیا مزدور کاروبار میں نہیں لگایا جاتا کیونکہ اس کی پیداواری مالیت اسے ادا کردہ معاوضے سے کم ہو جاتی ہے اور اس طرح ناظم کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ جس کے لئے وہ تیار نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر اگر ناظم ساتواں مزدور بھی کاروبار میں لگائے تو اس کی مختتم پیداواری مالیت 400 روپے بنتی ہے جبکہ اسے 500 روپے اُجرت دینی پڑے گی۔ اس طرح آجر کو 500-400=100 روپے کا نقصان برداشت کرنا ہوگا جو وہ نہیں چاہے گا۔ پس کاروبار میں چھٹا مزدور ہی آخری مزدور ہوگا۔ جسے مختتم مزدور بھی کہا جاتا ہے اور اس کی مختتم پیداوار کے برابر سب مزدوروں کو معاوضہ ادا کیا جائے گا۔

اب اس نظریہ کی وضاحت بذریعہ ڈائیگرام کی جاتی ہے جو کہ سابقہ گوشوارے کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔

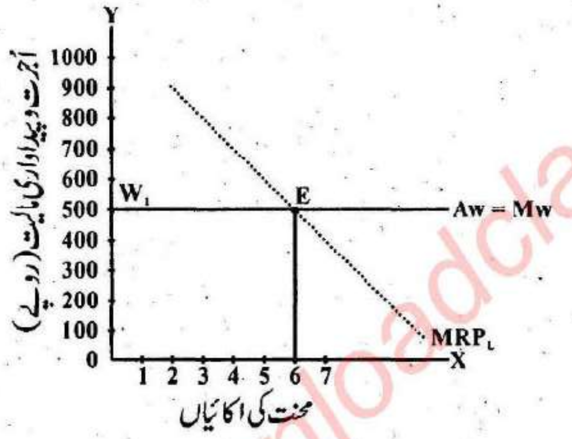

وضاحت:

ڈائیگرام میں MRP_L محنت کی مختتم پیداواری مالیت کا خط ہے جو کہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ جب پیداواری عمل میں محنت کی زائد اکائیاں لگائی جاتی ہیں تو ان کی مختتم پیداواری مالیت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ خط منفی جھکاؤ رکھتے ہوئے بائیں سے دائیں گرنے کا رجحان رکھتا ہے جبکہ AW=MW اوسط اُجرت اور مختتم اُجرت کا خط ہے۔

اب اگر محنت کی ایک اکائی کا معاوضہ (شرح اُجرت) OW یعنی 500 روپے ہو تو آجر کاروبار میں اس عامل کی OL_1 یعنی 6 اکائیاں لگائے گا کیونکہ یہاں اس کی مختتم پیداواری مالیت عامل کی قیمت (شرح اُجرت) کے برابر ہے چونکہ مکمل مقابلہ کے مفروضہ کے تحت عامل کی ہر اکائی کو برابر معاوضہ دیا جاتا ہے جب کہ زائد اکائی کی مختتم پیداوار گر رہی ہوتی ہے لہٰذا کاروبار میں ساتویں یا آٹھویں اکائی نہیں لگائی جائے گی کیونکہ ایسی صورت میں آجر کو نقصان ہوگا اور چھٹی اکائی سے پہلے والی اکائیوں کی مختتم پیداوار شرح اُجرت سے زیادہ ہے لہٰذا زائد اکائیاں کاروبار میں لگانا فائدہ مند ہوتا ہے۔ پس اس نظریہ کے مطابق کسی بھی عامل پیدائش کو اس کی خدمات کا معاوضہ اس کی مختتم پیداوار کے برابر ملتا ہے۔ جس عامل کی مختتم پیداوار زیادہ ہوتی ہے اسے زیادہ معاوضہ دیا جاتا ہے اور جس کی مختتم پیداوار کم ہو وہ کم معاوضہ پاتا ہے۔

مندرجہ بالا نظریہ کے پیش نظر عاملین کی مختتم پیداواری مساوات کو مندرجہ ذیل صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

$$\frac{\text{الف: عامل کی مختتم مادی پیداوار}}{\text{الف عامل کی قیمت}} = \frac{\text{ب عامل کی مختتم مادی پیداوار}}{\text{ب عامل کی قیمت}} = \frac{\text{ج عامل کی مختتم مادی پیداوار}}{\text{ج عامل کی قیمت}} = \cdots = \frac{\text{ی عامل کی مختتم مادی پیداوار}}{\text{ی عامل کی قیمت}}$$

اس مساوات کو مندرجہ ذیل فارمولے کی صورت میں بھی ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

$$\frac{Mpp_a}{P_a} = \frac{Mpp_b}{P_b} = \frac{Mpp_c}{P_c} = \ldots\ldots = \frac{Mpp_n}{P_n}$$

اس مساوات میں MPP = Marginal Physical Product

مختتم مادی پیداوار

a سے مراد پہلا عامل پیدائش b سے مراد دوسرا عامل پیدائش

c سے مراد تیسرا عامل پیدائش اور n سے مراد آخری عامل پیدائش لیا گیا ہے۔

جب کہ Pc, Pb, Pa اور Pn سے مراد عاملین پیدائش کی قیمت ہے یعنی a سے n تک جتنے بھی عاملین پیدائش کاروبار میں لگائے جاتے ہیں۔ ان میں

ہرایک کی $\frac{\text{مختتم مادی پیداوار}}{\text{قیمت}}$ دوسرے کے برابر ہوتی ہے۔

عاملین کا یہ اشتراک کم سے کم لاگت یا زیادہ منافع کا باعث بنتا ہے۔ جو کہ آجر کی خواہش کے عین مطابق ہے۔ اس مساوات کی وضاحت عددی صورت میں بھی کی جاسکتی ہے۔ جس میں ہر عامل پیدائش کی مختتم مادی پیداوار کو کلوگرام میں اور قیمت کو روپوں میں ظاہر کیا گیا ہے۔

زمین	محنت	سرمایہ	تنظیم
30 کلوگرام / 10 روپے =	15 کلوگرام / 5 روپے =	24 کلوگرام / 8 روپے =	45 کلوگرام / 15 روپے =
= 3	= 3	= 3	= 3

اہم نکات (Basic Key points): نظریہ مختتم پیداواری کا جائزہ لینے کے بعد درج ذیل بنیادی باتیں پیش نظر رکھی جاسکتی ہیں۔

-1 مکمل مقابلہ کی صورت میں کسی ایک آجر کے لئے ہر عامل پیدائش کے معاوضہ کی شرح پہلے سے طے شدہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اس عامل کی انفرادی طلب (ایک آجر کے لئے) میں کمی بیشی سے عامل پیدائش کے معاوضہ کی شرح متاثر نہیں ہوتی۔ آجر کاروبار میں ہر عامل کی اتنی اکائیاں لگاتا ہے کہ اس کی مختتم پیداوار عامل کی پہلے سے طے شدہ شرح معاوضہ کے برابر رہے۔

-2 کسی عامل پیدائش کے معاوضہ کی شرح کسی ایک کاروبار میں ظاہر ہونے والی مختتم پیداوار سے مقرر نہیں ہوتی بلکہ تمام کاروباروں میں مجموعی طور پر ظاہر ہونے والی مختتم پیداوار سے مقرر ہوتی ہے۔

-3 مکمل مقابلہ کی صورت میں ہر عامل پیدائش کی مختتم پیداوار تمام صنعتوں اور کاروباری شعبوں میں برابر ہوگی۔

-4 کسی عامل کی مختتم پیداواری مالیت کی پیمائش اس عامل کی قیمت (معاوضہ) سے ہوتی ہے۔

-5 عاملین پیدائش کی مختتم پیداواریں ان عاملین کی قیمتوں کے ساتھ متناسب ہوتی ہیں لہٰذا پیداوار اور روزگار کے تمام شعبوں میں ہر عامل پیدائش کو اس کی مختتم پیداواری مالیت کے تناسب سے معاوضہ ملتا ہے۔

نظریہ کے مفروضات (Assumptions)

نظریہ مختتم پیداواری مندرجہ ذیل مفروضات کی روشنی میں درست ثابت ہوتا ہے۔

1۔ محنت کی یکساں اکائیاں (Homogenoity in factor's units): اس نظریہ میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ کسی عامل پیدائش کی تمام اکائیاں خصوصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک جیسی ہوتی ہیں۔مثلاً تمام مزدور قابلیت، استعداد اور کارکردگی کے لحاظ سے برابر ہوتے ہیں۔تمام ناظموں کی تعلیم، قابلیت، ذہانت اور استعداد بھی برابر ہوتی ہے۔زمین کے تمام قطعات زرخیزی کے لحاظ سے برابر ہوتے ہیں اور سرمایہ کی تمام اکائیوں کی استعداد بھی برابر ہوتی ہے۔

2۔ عاملین کا حرکت پذیر ہونا (Factors mobility): اس نظریہ کا ایک مفروضہ یہ بھی ہے کہ عاملین پیدائش ایک مقام سے دوسرے مقام تک اور ایک کاروبار سے دوسرے کاروبار میں حرکت کرتے رہتے ہیں۔ان کی حرکت پذیری بہتر اور زیادہ معاوضوں کی تلاش کی خاطر ہوتی ہے۔جن جگہوں یا صنعتوں میں زیادہ معاوضے ہوتے ہیں یہ ان کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں اور کم معاوضے والے کاروبار چھوڑ دیتے ہیں۔

3۔ عاملین کی اکائیوں کو ایک دوسرے سے بدلا جاسکتا ہے (Substitutability in the units of factors):

اس نظریہ میں یہ بھی فرض کیا گیا ہے کہ مختلف عاملین پیدائش کی اکائیاں ایک دوسری کا نعم البدل ہوتی ہیں اور انہیں آپس میں بدلا جاسکتا ہے۔مثلاً محنت کی اکائیاں کم کرکے سرمائے کی زیادہ اکائیاں لگائی جاسکتی ہیں یا زمین کی مقدار میں کمی کرکے محنت کی اکائیوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے اور اس ردوبدل سے عاملین کا معیاری اشتراک حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

4۔ محنت کی رسد کا لچکدار ہونا (Elastic supply of factors): اس نظریہ میں یہ بھی فرض کیا گیا ہے کہ عاملین کی اکائیوں کی تعداد ضرورت کے مطابق کم وبیش کی جاسکتی ہے۔جس عامل پیدائش کی مختتم پیداوار میں اضافہ ہوجائے اس کی رسد بڑھائی جاسکتی ہے۔جبکہ اجرت میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔

5۔ مکمل مقابلہ (Perfect competition): عاملین کی منڈی میں مکمل مقابلہ کی خصوصیات پائی جاتی ہیں اور ہر عامل کو منڈی کے حالات سے پوری واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

6۔ قانون تقلیل حاصل کا نفاذ (Application of the law of decreasing return):

اس نظریہ کی بنیاد اس مفروضہ پر بھی رکھی گئی ہے کہ کاروبار قانون تقلیل حاصل کے تابع ہوتا ہے۔یعنی جب کاروبار میں کسی عامل کی زیادہ اکائیاں لگائی جائیں تو ہر زائد اکائی پہلی اکائی سے کم پیداوار دیتی ہے یا مختتم پیداوار گرتی چلی جاتی ہے۔

نظریہ مختتم پیداواری کا تنقیدی جائزہ
(Critical analysis of the theory)

اس نظریہ کو مختلف ماہرین نے تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور اس پر مندرجہ ذیل اعتراضات کئے ہیں۔

نظریہ کے مفروضات درست ثابت نہیں ہوتے (No truth in assumptions):

اس نظریہ پر بنیادی اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اس کے مفروضات عملی زندگی میں درست ثابت نہیں ہوتے۔ مثلاً

(i) کسی بھی عامل پیدائش کی تمام اکائیاں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ زمین کے قطعات زرخیزی کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ مزدوروں کی تعلیم وتربیت، قابلیت اور استعداد وغیرہ میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی مزدور زیادہ قابل اور مستعد ہوتا ہے۔ جب کہ کوئی جاہل، سست اور کاہل ہوتا ہے۔ مشینوں کی استعداد بھی مختلف ہوتی ہے اور آجر بھی ذہانت، قابلیت، تعلیم وتجربہ اور کارکردگی کے لحاظ سے ایک جیسے نہیں ہوتے۔

(ii) بعض عوامل میں حرکت پذیری کی خوبی نہیں پائی جاتی جیسے زمین وغیرہ اور جو عاملین حرکت پذیر ہوتے ہیں انہیں بھی ان کی مرضی کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس ضمن میں کئی معاشرتی، سماجی، معاشی اور ثقافتی رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں۔

(iii) بعض اوقات عاملین کی اکائیوں کو ایک دوسری سے بدلنے میں فنی اور تکنیکی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً اگر ایک مشین پر بیک وقت تین آدمی کام کر سکتے ہیں تو مزدوروں کی تعداد میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی مشین کو چھوٹی اکائیوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(iv) کسی بھی منڈی میں چاہے وہ عاملین کی منڈی ہو یا صارفین کی مکمل مقابلے کی شرائط کا پورا ہونا بہت مشکل ہے چونکہ عملی زندگی میں مکمل مقابلہ ناپید ہوتا ہے اس لئے اس نظریہ کی بنیاد بہت کمزور ہے۔

(v) یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ کاروبار شروع ہی سے قانون تقلیل حاصل کے تابع ہو۔ ہوسکتا ہے پہلے وہ تکثیر حاصل کے تحت آئے پھر کچھ عرصہ بعد اس پر قانون تقلیل حاصل کا اطلاق ہو۔

2- مختتم پیداوار معلوم کرنا مشکل ہے (Difficulty in finding out marginal productivity) :

پروفیسر ٹازگ (Taussig) اور ڈیون پورٹ (Devon Port) کا کہنا ہے کہ پیداوار چار عاملین پیدائش کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہوتی ہے اور اس میں سے کسی ایک عامل پیدائش کی الگ مختتم پیداوار معلوم کرنا بہت مشکل ہے۔ جب پیداوار کا ہی صحیح طور پر اندازہ نہ لگایا جا سکے تو اسے بنیاد بنا کر جو نظریہ پیش کیا جائے اس میں بھلا کہاں صداقت موجود ہوگی۔

3- کاروبار سے عامل کی اکائی نکالنے سے نقصان (Loss of withdrawal of one unit of a factor):

پروفیسر ہابسن (Hobson) کا کہنا ہے کہ اگر کسی چالو کاروبار میں سے کسی ایک عامل پیدائش کی اکائی نکال لی جائے تو سارا کاروباری نظام گڑبڑ ہو جاتا ہے اور اس طرح مجموعی پیداوار میں جو کمی واقع ہوتی ہے وہ اس کی موجودگی میں پیداوار میں جو اضافہ ہوتا ہے اس سے زیادہ ہوتی ہے حالانکہ مختتم پیداوار میں اضافہ اور کمی برابر مقدار میں ہونی چاہیے۔

4- عاملین کی رسد کو نظرانداز کرنا (Factors supply is ignored):

اس نظریہ میں عاملین کی طلب پر زیادہ زور دیا گیا ہے جبکہ رسد والے پہلو کو نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ مختتم پیداوار معلوم کرنے کے لئے عوامل کی طلب اور رسد دونوں پہلوؤں کو برابر اہمیت دینی چاہیے۔

5- مختتم پیداوار کی مالیت معلوم کرنے میں دقت (Difficulty in evaluating marginal product):

اس نظریہ میں ایک خامی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ نہ صرف مختتم پیدادار کا اندازہ لگانا مشکل ہے بلکہ اس کی صحیح مالیت معلوم کرنا بھی آسان نہیں کیونکہ ایک طرف تو ایک عامل پیدائش بیک وقت کئی کام کر سکتا ہے۔ مثلاً کاشتکار کھیتی باڑی کے علاوہ بان باٹنے، چار پائیاں بننے اور مرغیاں پالنے کا کاروبار بھی کر سکتا ہے۔ پھر زرعی شعبہ پر موسمی حالات بھی کافی حد تک اثر انداز ہوتے ہیں۔ جس سے کاشت کار کی مختتم پیداوار متاثر ہوتی ہے اور جو پیداوار حاصل ہوتی ہے اس کی صحیح قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ بعض اوقات قیمتوں پر کنٹرول ہوتا ہے جیسے پاکستان میں چینی کی قیمت یوٹیلٹی سٹورز پر 60 روپے فی کلوگرام تھی جبکہ کھلی منڈی میں 90 روپے فی کلوگرام تک رہی۔ لہٰذا مسئلہ یہ ہے کہ کس قیمت کے پیش نظر پیداوار کی مالیت معلوم کی جائے۔

6- باہمی انحصار (Interdependence):

اس نظریہ کے مطابق کسی عامل پیدائش کے معاوضے کا تعین اس عامل کی مختتم پیداوار ہی کرتی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے پر انحصار رکھتے ہیں۔ یعنی کسی عامل کی مختتم پیداوار کا انحصار اس کے معاوضہ کی شرح پر بھی ہوتا ہے۔ اس نظریہ پر تنقید کرنے والوں میں ہابسن (Hobson) رابنسن (Robinson) ہکس (Hicks) سموئیل سن (Samuelson) اور وکسٹیڈ (Wickstead) کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مندرجہ بالا اعتراضات کے پیش نظر یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ نظریہ مختتم پیداواری عاملین کے معاوضوں کے تعین پر پوری طرح حاوی نہیں۔ لیکن اس کی افادیت کو سرے سے نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عاملین کو معاوضے ادا کرتے وقت ان کی مختتم پیداوار کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے اور جس عامل پیدائش کی مختتم پیداوار زیادہ ہوتی ہے اسے زیادہ معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔

مزدور انجمنیں (Labour Unions)

مزدور انجمن سے مراد ''ایسی تنظیم ہوتی ہے جو کہ کام کے ماحول کو بہتر بنانے، حقوق کا حصول اور تحفظ کرنے میں کوشاں رہتی ہے''

پروفیسر سڈنی کے مطابق یہ ایک مستقل انجمن ہوتی ہے جس کا بنیادی مقصد مزدوروں کے روزگار کو ایک خاص سطح پر قائم رکھنا ہوتا ہے اور انہیں بہتر بنانا ہوتا ہے۔

مزدور انجمنوں کے فرائض یا مقاصد (Functions of Puposes of Labour Unions):

مزدور یونین کا دور حاضر کی جدید صنعتی دنیا میں بہت اہم کردار ہے کیونکہ یہ مزدوروں سے متعلقہ بہت سے مسائل حل کرنے میں مدد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ مزدور انجمن کے فرائض یا مقاصد درج ذیل ہیں۔

1- سہولیات کی فراہمی: مزدور انجمن کا سب سے بڑا مقصد یا فریضہ یہ ہے کہ کارخانوں اور فیکٹریوں میں روشنی اور صفائی کا بہتر بندوبست کرانا ہے تا کہ مزدور بہتر اور خوش گوار ماحول میں کام کر سکے اور ان کی صحت پر کسی قسم کا برا اثر نہ پڑے۔

2- کام کرنے کی آسان شرائط: مزدور انجمنوں کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ وہ کام کی شرائط کو آسان اور مناسب بنائیں تا کہ مزدوروں کو بروقت ان کی محنت کا معاوضہ صحیح اجرت کی صورت میں مل

سکے۔اور فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو آسانی کے ساتھ کام کرنے کا موقع فراہم کیا جا سکے۔

3- مزدوروں کی بے جا برطرفی: مزدور انجمن مزدوروں کو بے جا برطرفی کی صورت میں دوبارہ کام پر بحالی کی کوشش کرتی ہیں اور ہر صورت میں دباؤ ڈال کر قانونی چارہ گوئی کرنے کا حق رکھتی ہیں۔

4- اجرتوں میں معاوضہ: مزدور انجمنیں مزدوروں کی اجرت میں کمی کرنے کی صورت میں آجروں کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ اجرت میں اضافہ کروائیں ورنہ وہ مزدوروں کی رسد کو کنٹرول کر کے اجرتوں میں اضافہ کرتے ہیں۔

5- مزدوروں کی استعداد کار: مزدور انجمنیں مختلف تربیتی پروگراموں کے ذریعے تربیت فراہم کرتے ہیں تا کہ وہ اپنی استعدادِ کار یا صلاحیت میں اضافہ کی صورت میں اپنی اجرتوں میں اضافہ کروا سکیں۔

6- مزدوروں کی قوتِ سودابازی: مزدوروں کی غربت اور طلب کے مقابلے میں رسد زیادہ ہونے کی صورت میں ان کی قوت سودابازی کمزور پڑ جاتی ہے۔مزدور انجمنیں اپنے اتحاد اور طاقت کی بناء پر آجروں کے ساتھ سودابازی کو مضبوط بنا دیتی ہیں۔

7- مزدورں کی آجر تک رسائی: مزدور انجمنیں مزدورں کی طرف سے شکایات اور مطالبات آجر تک پہچاتی ہیں اور انہیں درپیش مسائل سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

8- مزدوروں کے لئے مالی معاونت: مزدور انجمنیں مزدوروں کی فلاح کے لئے ایک فلاحی فنڈ قائم کرتی ہیں جس سے نہ صرف مزدوروں کی مدد کی جاتی ہے۔ بلکہ کسی بھی حادثہ کی صورت میں ان کو مالی امداد دی جاتی ہے۔

9- بنیادی سہولیات کی فراہمی: مزدور انجمنیں اپنی متحدہ کوششوں سے رسد کو کنٹرول کر کے اپنی اجرتوں میں اضافہ کے ساتھ ساتھ باقی ماندہ سہولیات کا بھی مطالبہ کرتے ہیں جن میں رہائش، علاج و معالجہ اور ان کے بچوں کے لئے مفت تعلیم کا بندوبست شامل ہوتا ہے۔

10- آجر اور مزدور کے جھگڑے: بعض اوقات فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کا آپس میں جھگڑا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے حالات قانونی چارہ گوئی تک پہنچ جاتے ہیں۔لہٰذا۔ اس قسم کے مسئلہ کو نپٹانے کے لئے مزدور انجمنیں مقدمات کے فیصلہ کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

کم سے کم اُجرت کا تصور (اُجرت اقل)
(Concepts of minimum wages)

آجروں کے ہاتھوں مزدوروں کا استحصال ختم کرنے اور مزدوروں کے مالی حالات سدھارنے کے لئے حکومت مختلف صنعتوں یا ملکی سطح پر تمام صنعتوں میں مزدوروں کی اُجرتوں کی کم سے کم حد مقرر کر دیتی ہے۔ جسے ''اُجرت اقل'' کا نام دیا جاتا ہے۔کوئی بھی آجر یا صنعت کار اس سطح سے کم اُجرت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ایسا کرنا قانونی جرم ہوتا ہے۔ مزدوروں کی کم سے کم اُجرت مقرر کرتے وقت مزدوروں کی استعداد، قیمتوں کی عام سطح اور کام کی نوعیت دیکھی جاتی ہے۔ اُجرتوں کا یہ معیار ہمیشہ کے لئے برقرار نہیں رہتا۔ بلکہ قیمتوں میں اُتار چڑھاؤ کے پیشِ نظر اس میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔کم سے کم اُجرتیں مقرر کرنے کے فوائد و نقصانات کا جائزہ مندرجہ ذیل صورت میں لیا جاتا ہے۔

فوائد (Merits)

1-استحصال کا خاتمہ (Eradication of Exploitation): مزدوروں کی کم از کم اُجرتیں مقرر کرنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مزدوروں کا استحصال نہیں کیا جا سکتا اور انہیں یہ اُجرتیں ہر حالت میں ادا کرنا پڑتی ہیں۔

2- معقول معیار زندگی کی فراہمی (Reasonable standard of living): چونکہ اُجرتوں کا ایسا معیار مقرر کرتے وقت قیمتوں کی سطح کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔اس لئے مزدوران سے اپنی بنیادی ضروریات آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں اور معاشرے میں بھوک وافلاس کی نوبت نہیں آتی۔

3- کارکردگی میں اضافہ (Increase in efficiency): مزدور مطمئن ہوتے ہیں اپنا کام دلجمی سے کرتے ہیں لہٰذا مختتم پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

4- خوشگوار تعلقات (Better relationship): مزدوروں کو اپنی اُجرتوں کے بارے میں تسلی ہوتی ہے۔لہٰذا وہ مطمئن ہو کر اپنا کام کرتے ہیں اور لڑائی جھگڑے یا ہڑتالوں کی نوبت نہیں آتی۔آجر بھی انہیں کوئی ایسا موقع فراہم نہیں کرتے۔لہٰذا دونوں کے خوشگوار تعلقات کا صنعتی پیداوار پر مثبت اثر پڑتا ہے

5- معاشی انصاف (Economic Justice): مزدوروں کو جب اس کی محنت کا مناسب پھل ملتا ہے تو معاشرے میں سیاسی اور معاشرتی یگانگت کی فضا پیدا ہوتی ہے جس سے معاشی انصاف کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔

نقصانات (Demerits)

1- اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ (Increase in the prices of goods): اُجرتوں کے ایک خاص معیار کے پیش نظر بعض چالاک آجر اس بات کا چرچا کرتے ہیں کہ ان کے مصارف پیدائش میں اضافہ ہو گیا ہے لہٰذا وہ پیدا کردہ اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے صارفین کی قوت خرید کم ہو کر رہ جاتی ہے۔چونکہ صارفین میں مزدور بھی شامل ہوتے ہیں۔اس لئے ''اس ہاتھ لے اس ہاتھ دے'' والی بات بن جاتی ہے۔

2- مستعد کارکنوں کی حوصلہ شکنی (Discouragement of efficient workers): ایک صنعت میں کام کرنے والے کارکنوں کی شرح اُجرت چونکہ برابر ہوتی ہے کیونکہ یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ اس صنعت میں سب مزدوروں کی استعداد برابر ہے۔جبکہ عملاً ایسا نہیں ہوتا۔ اس لئے نااہل اور سست کارکن تو فائدہ میں رہتے ہیں لیکن زیادہ باصلاحیت اور مستعد کارکنوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

3- بے روزگاری کا خطرہ (Danger of un-employment): اگر کم سے کم اُجرت کا معیار بلند ہو تو کچھ آجر اخراجات کم کرنے کی خاطر مزدوروں کی چھانٹی کر دیتے ہیں۔ جس سے کچھ مزدور بے روزگار ہو جاتے ہیں۔

4- معیار کے تعیّن میں دِقت (Difficulty in determination): اُجرتوں کا کم سے کم معیار مقرر کرنے میں دِقت پیش آتی ہے کیونکہ اس مقصد کے لئے کوئی معیاری پیمانہ موجود نہیں ہے اور صرف اندازے سے ہی کام لیا جاتا ہے۔

5- لاگو کرنے میں دِقت (Difficulty in implementation): اگرچہ کم سے کم اُجرتوں کے اطلاق کے لئے قانون موجود ہوتا ہے۔ تاہم اس میں کئی تنظیمی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور آجر انتظامیہ کی ملی بھگت سے اکثر اوقات ان کے نفاذ میں دِقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سود کا مفہوم (Meaning of interest.)

قومی آمدنی کا وہ حصہ جو سرمائے کو ایک عامل پیدائش کی حیثیت سے ملتا ہے۔ سود کہلاتا ہے۔ سرمایہ زر کے علاوہ خام مال، عمارات، مشینوں اور آلات واوزار کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔ عام طور پر لوگ سرمایہ کاری کے لئے رقوم قرض لیتے ہیں اور اس پر سود ادا کرتے ہیں۔ سود کا ذکر عرصہ وقت کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ شرح سود کا تعین عام طور پر ایک سال کی مدت کے لئے ہوتا ہے۔ مثلاً 10 فیصد سالانہ یا 15 فیصد سالانہ وغیرہ۔

سود کی اقسام (Kinds of Interest)

سود دو طرح کا ہوتا ہے۔

-1 خالص سود Net Interest　　　　-2 خام یا مرکب سود Gross Interest

1- خالص سود (Net interest): یہ خالصتاً سرمایہ کے استعمال کا معاوضہ ہوتا ہے اور اس میں علاوہ ازیں کوئی رقم شامل نہیں ہوتی۔

2- خام یا مرکب سود (Gross Interest): بعض اوقات خالص سود میں کچھ اور رقومات بھی شامل ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے سود خام یا مرکب بن جاتا ہے۔ خام سود میں مندرجہ ذیل معاوضے شامل ہوتے ہیں۔

ا) خطرہ مول لینے کا معاوضہ (Risk taking benefits): جو شخص یا ادارہ کسی کو قرض دیتا ہے وہ ایک قسم کا خطرہ مول لے رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ رقم کی واپسی میں بہت سے خطرات در پیش ہوتے ہیں مثلاً ہو سکتا ہے قرض لینے والا بدنیت ہو جائے اور رقم واپس کرنے سے انکار کر دے یا مقروض کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے اور وہ فوت ہو جائے یا جس کاروبار میں اس نے روپیہ لگا رکھا ہے اس میں نقصان ہو جائے اور وہ رقم واپس نہ کر سکے۔ ان خطرات کے بدلے خالص شرح سود سے کچھ زائد رقم طلب کی جاتی ہے۔ لہٰذا سود مرکب بن جاتا ہے۔

ب) زحمت اور دِقتوں کا معاوضہ (Difficulties facing recovery): بعض اوقات رقم کی واپسی کے سلسلے میں قرض خواہ کو بہت سی دِقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے لئے وہ اصل شرح سود سے کچھ زائد معاوضہ طلب کرتا ہے۔ مثلاً مقروض کے پیچھے جانا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا۔ انکاری ہونے کی صورت میں مقروض کے خلاف کارروائی کرنا، قانونی مشیر کی فیس ادا کرنا وغیرہ۔ ان زحمتوں اور دِقتوں کا معاوضہ جب خالص سود میں شامل کر لیا جائے تو وہ خام یا مرکب سود بن جاتا ہے۔

ج) حساب کتاب کے اخراجات (Account maintaining Expenditure): جو لوگ یا ادارے قرضوں کا کاروبار کرتے ہیں انہیں باقاعدہ ملازم رکھنا پڑتے ہیں۔ سٹیشنری، عمارت کا کرایہ اور دیگر کئی قسم کے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ لہٰذا ان کے بدلے خالص شرح سود سے کچھ زائد معاوضہ وصول پاتے ہیں۔ پس خالص سود = مرکب سود ۔ (منفی) خطرہ مول لینے کا معاوضہ ۔ (منفی) زحمتوں و دقتوں کا معاوضہ ۔ (منفی) حساب کتاب کے اخراجات۔

6۔ زرِ نقد کی ترجیح کا نظریہ یا سیال پذیری کی ترجیح کا نظریہ
(Liquidity Preference Theory)

سود کی شرح کے تعین کے بارے میں یہ نظریہ مشہور معیشت دان لارڈ کینز نے پیش کیا ہے۔ اس لئے اسے کینز کا نظریہ سود بھی کہا جاتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق شرح سود کا تعین اس سطح پر ہوتا ہے۔ جہاں زر کی رسد اور زرِ نقد کی طلب آپس میں برابر ہو جائیں۔ ڈاکٹر کینز کا کہنا ہے کہ لوگ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اپنے مختتم میلان صرف کے مطابق خرچ کر دیتے ہیں اور باقی حصہ مختتم میلان بچت کے مطابق پس انداز کر لیتے ہیں۔ ان بچائی ہوئی رقوم میں سے کچھ رقوم مختلف مقاصد کے پیش نظر اپنے پاس نقدی کی صورت میں رکھ لیتے ہیں اور کچھ رقوم دوسرے لوگوں کو بطور قرض دے دیتے ہیں۔ اگر وہ زرِ نقد کی طلب زیادہ کریں تو قرض پر دینے کے لئے کم رقوم بچتی ہیں۔ اس لئے شرح سود میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر زر کی سیال پذیری کی ترجیح (زرِ نقد کی طلب) کم ہو جائے تو قرض کے لئے زیادہ رقوم میسر آتی ہیں اور اس طرح سود کی شرح گر جاتی ہے۔ پس شرح سود کا تعین زر کی رسد اور زرِ نقد کی طلب کے باہمی توازن سے طے پاتا ہے۔

زر کی طلب (Demand for Money): زر کی طلب سے مراد زر کی وہ مقدار ہے جو لوگ نقدی کی صورت میں درج ذیل وجوہات کی بنا پر لوگ اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

زرِ نقد کی طلب کے محرکات / مقاصد:

i-	گھریلو ضروریات کی خاطر	Household Motive
ii-	کاروباری ضروریات کی خاطر	Business Motive
iii-	ناگہانی حالات کی خاطر	Emergency Motive
iv-	تخمین یا سٹہ بازی کی خاطر	Speculative Motive

i- گھریلو ضروریات کی خاطر: ہر گھر میں ضروریات کی مختلف اشیاء کی طلب رہتی ہے۔ مثلاً گھی، گوشت، سبزی، پھل، کپڑا، مکان کا کرایہ، بجلی کا بل، بچے کی سکول کی فیس وغیرہ۔ لہٰذا آئے دن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے لوگ کچھ رقومات زرِ نقد کی صورت میں اپنے پاس رکھتے ہیں تاکہ بروقت ان کی تسکین کی جا سکے۔

ii- کاروباری ضروریات کیلئے: کاروباری حضرات کو مختلف قسم کے اخراجات کی خاطر کچھ نقد رقومات اپنے پاس رکھنا پڑتی ہیں۔ مثلاً خام مال کی قیمت ادا کرنے کے لئے، مزدوروں کو اُجرتیں دینے کے لئے، مشینوں کی مرمت اور نقل و حمل کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے وغیرہ۔

www.downloadclassnotes.com

iii- ناگہانی حالات کی خاطر: کچھ دور اندیش لوگ اس لئے بھی زر نقد اپنے پاس رکھتے ہیں تاکہ مستقبل میں اگر کوئی ناگہانی آفت آ جائے تو اس کا مقابلہ کیا جا سکے۔ مثلاً خدانخواستہ کوئی حادثہ یا موت واقع ہو سکتی ہے۔ ملک میں جنگ چھڑ سکتی ہے۔ سیلاب، زلزلے اور قحط کی صورت میں رقومات کی ضرورت پڑ سکتی ہے یا بیماری وغیرہ کے علاج کی خاطر رقم درکار ہوتی ہے۔

iv- تخمین یا سٹہ بازی کی خاطر (Speculative Motive): کچھ لوگ نقد رقومات کی طلب اس لئے بھی کرتے ہیں تاکہ ان رقومات سے مستقبل میں کوئی منافع بخش کاروبار کیا جا سکے۔ مثلاً کمپنیوں کے حصص، سرکاری کفالتوں اور تمسکات وغیرہ کی خاطر۔ بعض لوگ اشیاء کی قیمتوں پر نظر رکھتے ہوئے جب کسی چیز کی قیمت چڑھنے والی ہوتی ہے تو اسے خرید لیتے ہیں اور جب قیمت گرنے کا اندیشہ ہو تو اسے فروخت کر دیتے ہیں اور اس طرح منافع حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا ان مقاصد کے پیش نظر وہ نقد رقومات اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر شرح سود بلند ہو تو ان مقاصد کے لئے کم رقوم طلب کی جاتی ہیں اور کم شرح سود کی صورت میں ان مقاصد کے لئے زر نقد کی طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے اور زر کی تخمینی طلب شرح سود کا تقلیلی تفاعل بنتی ہے۔ اس طرح سیال پذیری کی ترجیح کا خط اُوپر سے نیچے بائیں سے دائیں طرف حرکت کرتا ہے۔

یعنی $MSD = f(r)$ یا

$LS = f(r)$

یہاں LS یا MSD = زر کی تخمینی طلب

اور r = شرح سود

زر کی رسد (Supply of Money): جہاں تک رسد کا تعلق ہے اس کا انحصار مندرجہ ذیل باتوں پر ہوتا ہے۔

i- دھاتوں کی فراہمی ii- زر کے اجراء کے بارے میں مرکزی بنک کی پالیسی iii- زر کی رفتار گردش

i- دھاتوں کی فراہمی (Availability of Metal): زر کی کچھ اکائیاں دھاتی سکوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ پاکستان میں ایک روپیہ کے سکے سے لے کر پانچ روپیہ تک کے سکے موجود ہیں۔ اگر دھاتیں زیادہ مقدار میں میسر آئیں تو زیادہ سکے جاری کر کے زر کی رسد میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اور دھاتوں کی قلت ہو تو سکوں کو محدود پیمانے پر ہی جاری کیا جا سکتا ہے۔ نیز سونے جیسی قیمتی دھات کو ریز رو میں رکھ کر کرنسی نوٹ جاری کئے جاتے ہیں۔

ii- مرکزی بنک کی پالیسی (Central Bank's Policy): کسی ملک کے مرکزی بنک کو نوٹ جاری کرنے کی اجارہ داری حاصل ہوتی ہے اور بازار کا ناظم ہونے کی حیثیت میں وہ زر کی رسد کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔ اگر بازار میں پہلے ہی زر کی رسد زیادہ ہو تو زر کی رسد کم کرنے کے لئے کم مقدار میں زر جاری کیا جاتا ہے۔

iii- زر کی رفتار گردش (Velocity of circulation of money): اگر زر کی رفتار گردش تیز ہو تو زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر زر سست رفتاری سے گردش کر رہا ہو تو زر کی رسد کم ہوتی ہے۔ چونکہ عرصہ قلیل میں دھاتوں کی فراہمی، زر کے اجراء کے بارے میں مرکزی بنک کی پالیسی اور زر کی رفتار گردش میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ اس لئے زر کی رسد متعین رہتی ہے اور خط رسد OX خط پر عمودی ہوتا ہے۔

شرح سود کا تعین (Determination of the rate of interest): ڈاکٹر کینز کے مطابق شرح سود کا تعین، زر کی رسد اور زر نقد کی طلب کے باہمی توازن سے طے پاتا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل ڈائیگرام سے ظاہر ہے۔

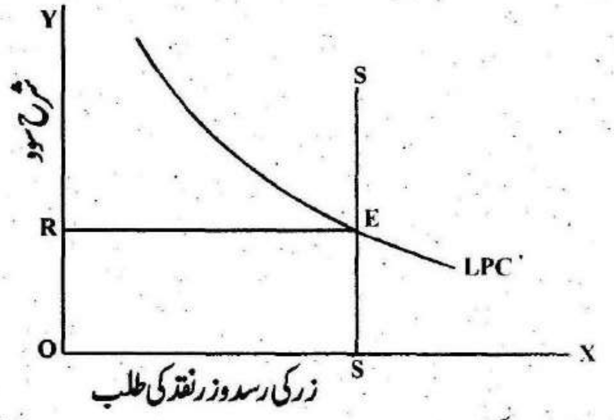

ڈائیگرام میں OX خط کے ساتھ زر کی رسد اور زر نقد کی طلب اور OY کے ساتھ شرح سود ظاہر کی گئی ہے۔ SS زر کی رسد اور LPC زر نقد کی طلب کا خط ہے۔ یہ دونوں خطوط ایک دوسرے کو نقطہ E پر ملتے ہیں جو کہ نقطہ توازن ہے۔ اس نقطہ پر زر کی رسد اور زر نقد کی طلب کی مقدار برابر ہے۔ یعنی OS نقطہ توازن سے OY خط پر عمود گرا کر شرح سود معلوم کی گئی ہے جو کہ OR بنتی ہے۔

شرح سود میں کمی بیشی کا جائزہ مندرجہ ذیل صورتوں میں لیا جا سکتا ہے۔

i- زر کی رسد نہ بدلے لیکن زر نقد کی طلب کم و بیش ہو جائے

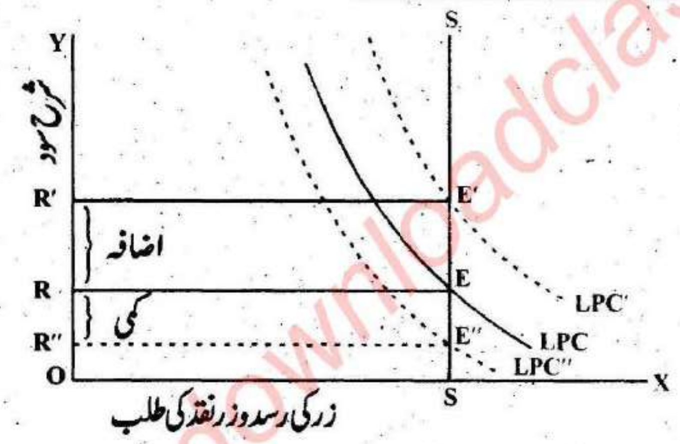

زر نقد کی طلب کا خط LPC جب رسد کے خط SS کو نقطہ E پر ملتا ہے تو شرح سود OR کے برابر ہے۔ زر کی رسد معین رہنے پر جب زر نقد کی طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے تو 'SS, LPC خط کو نقطہ 'E پر ملتا ہے اور شرح سود OR سے بڑھ کر 'OR ہو جاتی ہے۔ جب زر نقد کی طلب میں کمی آتی ہے تو "SS, LPC خط کو "E پر ملتا ہے اور شرح سود OR سے گر کر "OR رہ جاتی ہے۔

ii- زر نقد کی طلب میں کوئی تبدیلی نہ آئے لیکن زر کی رسد کم و بیش ہو جائے۔

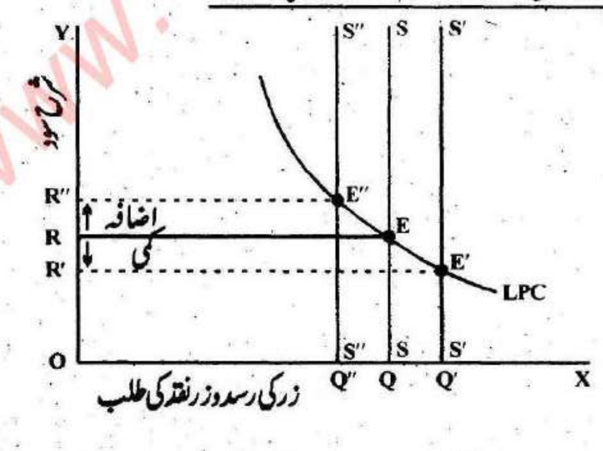

سیال پذیری کی ترجیح کا خط LPC زر کی رسد کے خط SS کو نقطہ E پر ملتا ہے جہاں شرح سود OR کے برابر ہے۔ جب زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے لیکن سیال پذیری کی ترجیح میں کوئی تبدیلی نہیں آتی تو 'S'S خط LPC کو نقطہ 'E پر ملتا ہے اور شرح سود OR سے گر کر 'OR رہ جاتی ہے لیکن زر کی رسد کم ہونے پر "S"S خط LPC خط کو "E پر ملتا ہے اور شرح سود OR سے بڑھ کر "OR ہو جاتی ہے۔

کینز کے نظریہ سود پر اعتراضات

1- ڈاکٹر کینز نے اپنے نظریہ سود میں بچتوں کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ جو رقوم بطور قرض دی جاتی ہیں ان کا زیادہ انحصار بچتوں پر ہوتا ہے۔
2- ڈاکٹر کینز اپنے نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے زر کی رسد میں اعتباری زر کو کبھی شامل کر لیتا ہے اور کبھی شامل نہیں کرتا۔ اس طرح زر کی رسد کے بارے میں اس کے خیالات زیادہ واضح نہیں۔
3- ڈاکٹر کینز کا نظریہ سود قلیل عرصہ میں تو درست ثابت ہوتا ہے کیونکہ زر کی رسد تبدیل نہیں ہوتی لیکن عرصہ طویل میں جب زر کی رسد تبدیل ہو جاتی ہے تو یہ نظریہ صحیح نہیں رہتا۔

مندرجہ بالا اعتراضات کے باوجود ڈاکٹر کینز کا نظریہ سود سابقہ بیان کردہ نظریات کے مقابلہ میں زیادہ صحیح ہے اور اس سے شرح سود کے تعین کے بارے میں مناسب رہنمائی ملتی ہے۔

صفر شرح سود کا تصور (Concept of Zero Rate of Interest)

دور جدید میں سودی کاروبار کسی معاشی نظام کا ایک لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ اسے دولت کا سرچشمہ قرار دیا جاتا ہے۔ اسی لئے دنیا کے اکثر ممالک میں سودی کاروبار وسیع پیمانے پر چل رہا ہے اور اسلامی نظام معیشت کے علاوہ کسی بھی معاشی نظام میں اس کو ممنوع قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ لہٰذا سود کی تنسیخ یعنی صفر شرح سود کے کسی معیشت پر اثرات کا جائزہ نظام معیشت کے خدوخال کو سامنے رکھ کر دو صورتوں میں لیا جا سکتا ہے۔

سرمایہ دارانہ اور مخلوط معاشی نظام کے تحت (Undr Capitalism and Mixed economy)

سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے تحت سود کئی اہم کام سرانجام دیتا ہے۔ لہٰذا صفر شرح سود کی صورت میں یہ کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکیں گے مثلاً:

1- جو لوگ بچتیں کرتے ہیں وہ سرمایہ کاروں کو قرض دیتے وقت شرح سود کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ بلکہ سود کا لالچ ہی انہیں ایسا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس طرح اشیائے سرمایہ میں اضافہ ہوتا ہے اگر سود کو منسوخ کر دیا جائے تو بچائی ہوئی رقومات لوگوں کے پاس بیکار ہی پڑی رہیں گی کیونکہ انہیں سرمایہ کاروں کو قرض دینے کی کوئی ترغیب نہیں ملے گی۔ لہٰذا سرمایہ کاری کم ہونے کی صورت میں معیشت سرد بازاری کا شکار ہو سکتی ہے۔
2- ماہرین کے مطابق لوگ زر نقدی کی طلب کا فیصلہ شرح سود کے پیش نظر کرتے ہیں کیونکہ کم شرح سود کی صورت میں وہ زر کی زیادہ مقدار اپنے پاس نقدی کی صورت میں رکھتے ہیں، جب کہ بلند شرح سود کی صورت میں زر کی کم مقدار نقدی کی حالت میں اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اگر سود کو منسوخ کر دیا جائے تو لوگوں کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ زر کی کتنی مقدار نقدی کی صورت میں اپنے پاس رکھیں۔

-3 سود کسی ملک کے لوگوں کی بچتوں کو مختلف استعمالات کے درمیان مناسب طریقوں سے تقسیم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے کیونکہ بچتوں کو زیادہ نفع آور کاموں میں لگانے کا فیصلہ شرح سود کے پیش نظر ہی کیا جاتا ہے۔ اگر سود ختم کردیا جائے تو اس بات کی تمیز کرنا مشکل ہوگی کہ کس کاروبار میں بچتیں لگائی جائیں اور کس میں نہ لگائی جائیں۔ اس طرح ممکن ہے کہ بچتیں زیادہ نفع آور کاموں کی بجائے کم منافع والے کاموں میں لگائی جائیں۔

-4 آمدنی کو کامل روزگار کی سطح پر متوازن حالت میں رکھنے کے لئے سرمایہ کاری کو بچتوں کے برابر رکھنا ضروری ہوتا ہے اور بچت و سرمایہ کاری میں توازن پیدا کرنے کیلئے سود ایک اہم عامل کا درجہ رکھتا ہے۔ شرح سود کے لچک دار ہونے کی وجہ سے اس میں کمی بیشی کے پیش نظر ہی سرمایہ کاری کا حجم زیادہ یا کم ہوسکتا ہے اور اس طرح معیشت کو کساد بازاری یا افراط زر کی شدت سے بچانے میں مدد ملتی ہے اگر سود منسوخ کردیا جائے تو ان حالات کو کنٹرول کرنے میں دقت پیش آئے گی۔

اسلامی معاشرے کے تحت (Under Islamic Economic System): اسلام میں سود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح احکامات موجود ہیں۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے۔

''جو لوگ سود وصول کرتے ہیں اس کی مثال ان لوگوں کی ہے جنہیں شیطان نے مخبوط کردیا ہو۔''

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے''

''ایمان والو! جو کچھ سود کا بقایا رہ گیا ہو۔ اسے چھوڑ دو اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا۔ پھر اگر تم سود نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ جنگ کرنے کو اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے''

سورۃ آل عمران میں ذکر ہے۔

''اے ایمان والو! سود در سود نہ کھاؤ۔ اللہ سے ڈرو۔ عجب نہیں آخرت میں تم فلاح پاؤ۔''

رسول خدا ﷺ کی حدیث ہے

''جس قوم میں سود کا رواج ہوگا اس پر قحط مسلط ہوگا۔''

لہٰذا ایسا اسلامی معاشرہ جس میں لوگ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت' اس کے رسول ﷺ پر یوم آخرت اور اعمال کی جزا اور سزا پر یقین اور پختہ ایمان رکھتے ہوں اور ان کے اندر اسلامی اقدار اور اعمال رواج پا چکے ہوں تو ایسا معاشرہ سود کے بغیر بھی بہتر طور پر چل سکتا ہے۔

ایسے معاشرے میں مالدار اور صاحب جائیداد لوگ اپنے غریب اور ضرورت مند بھائیوں کو محض رضائے خداوندی کے لئے بلاسود قرضے دیں گے اور اس طرح سود کے بغیر بھی اس کی اشیائے صارفین کے ضمن میں ضروریات پوری ہوتی رہیں گی۔

جہاں تک کاروبار چلانے کا تعلق ہے تو اس کے لئے ''مضاربت'' کا طریقہ بتادیا گیا ہے۔

یعنی مالدار لوگ کم سرمائے والے کاروباری لوگوں کے ساتھ شراکت کرسکیں گے اور اس طرح کاروبار کے نفع و نقصان میں شامل ہوجائیں گے۔ اس طرح بچتیں کرنے والے افراد کی بچتیں زیادہ نفع آور کاموں میں لگ سکیں گی اور لوگوں کی دیانت داری کی وجہ سے رقوم خرد برد ہونے کا خطرہ بھی نہیں ہوگا۔

جن کاموں کے لئے زیادہ سرمائے کی ضرورت ہو ان کے لئے مشترکہ سرمائے کی کمپنیاں قائم کرلی جائیں گی جن کے تمام حصہ دار نفع و نقصان میں شریک ہوں گے۔

اسلامی معاشرے میں بنک بھی بلاسود کاروبار کرسکتے ہیں۔ وہ اپنے امانتداروں کو سود دینے کی بجائے براہ راست نفع آور

کاروبار میں روپیہ لگا کر جو منافع ملے گا اس میں سے اپنے عملے کے اخراجات نکالنے کے بعد باقی منافع امانتداروں میں امانتوں کے تناسب سے تقسیم کر دیں گے۔ پاکستانی بنکوں میں بلاسودی کھاتے (PLS Accounts) کھولے جا چکے ہیں۔ اور کروڑوں روپے کی امانتیں ان میں جمع ہو چکی ہیں۔ اس طرح اسلامی معاشرے میں سود کے بغیر وہ تمام کام جاری رکھے جا سکتے ہیں جو کہ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت سود کی بدولت طے پاتے ہیں۔ مثلاً

1- اسلامی معاشرے میں بچائی ہوئی رقوم قرضہ حسنہ کی صورت میں حاجت مندوں تک پہنچتی رہیں گی اور اس طرح معاشرے میں کساد بازاری کے حالات پیدا نہیں ہوں گے۔

2- اسلامی معاشرے کی بچتیں سود کے بغیر ہی نفع مندی کے پیش نظر یہ مختلف کاروباروں میں تقسیم ہوں گی کیونکہ جن کاروباروں میں زیادہ نفع ہو گا ان میں مضاربت یا مشترکہ سرمائے کی کمپنیاں قائم ہو جائیں گی اور جن میں نفع نہیں ہو گا یا کم ہو گا اس میں یہ قائم نہیں ہوں گی۔

3- اسلامی معاشرے میں سود کی بجائے کاروبار کے نفع آور ہونے کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا جا سکے گا کہ کتنی مقدار میں زر نقدی کی حالت میں اپنے پاس رکھا جائے اور کتنی مقدار میں کاروبار میں لگایا جائے۔

4- معیشت کو افراط زر سے بچانے کے لئے سود کے علاوہ بھی بہت سے طریقے ہیں جنہیں اسلامی معاشرہ اپنا کر افراط زر پر بندش لگا سکتا ہے۔

منافع کا مفہوم (Definition of Profit)

عام طور پر کاروباری لوگ اپنی آمدنیوں میں سے کاروبار کے اخراجات منہا کرنے کے بعد جو کچھ بچا لیتے ہیں، اسے منافع کہتے ہیں لیکن معاشیات میں منافع کو مختلف معنوں میں لیا جاتا ہے۔ قومی آمدنی کا وہ حصہ جو تنظیمی خدمات کے عوض دیا جاتا ہے منافع کہلاتا ہے۔ پروفیسر سلیگ مین (Saligman) منافع کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ ''منافع کاروباری متاجر کی آمدنی ہوتی ہے۔ '' آجر بطور ایک عامل پیدائش پیداواری کاموں میں حصہ لیتا ہے۔ کاروباری خطرات کا سامنا کرتا ہے۔ دیگر عاملین پیدائش، زمین، محنت اور سرمائے کو کاروبار میں لگا کر ان کے معاوضے لگان، اُجرت اور سود کی شکل میں ادا کرتا ہے۔ اور جو کچھ بچ جائے وہ منافع کی صورت میں قبول کرتا ہے اور اگر نہ بچ سکے تو اسے نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔''

منافع کی اقسام (Kinds of Profit)

1- خالص منافع (Net profit): خالص منافع محض وہ معاوضہ ہوتا ہے جو آجر کو تنظیمی خدمات سرانجام دینے اور نفع و نقصان کی ذمہ داری قبول کرنے کے صلہ میں ملتا ہے۔ اس میں دیگر کسی قسم کے معاوضے شامل نہیں ہوتے۔

2- خام منافع (Gross profit): اکثر اوقات ناظم جو کچھ کماتا ہے اس میں خالص منافع کے علاوہ کچھ اور معاوضے بھی شامل ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ اس کا خام منافع ہوتا ہے۔ خالص منافع کے علاوہ مندرجہ ذیل رقومات بھی خام منافع میں شامل ہوتی ہیں۔

i- اپنی زمین کا لگان (Rent of Producer's own Land): کاروبار میں جو زمین استعمال میں آ رہی ہو اگر وہ آجر کی اپنی ہو اور وہ اس کا علیحدہ معاوضہ بطور لگان وصول نہ کرے، بلکہ اسے منافع ہی میں شامل کرے تو اس کا منافع خام ہو جائے گا کیونکہ اگر وہ کسی اور شخص کو زمین استعمال کے لئے دیتا تو اس کا لگان وصول کرتا اور اب یہی لگان اس کے منافع میں شامل ہے۔

ii- اپنے سرمائے کا سود (Interest of Producers own Capital): اگر کاروبار میں لگائے گئے سرمائے کا کچھ حصہ آجر کا اپنا ہو اور وہ قرض لے کر سرمایہ کاری نہ کرے تو اس کے سرمائے کا سود بھی منافع میں شامل ہوتا کیونکہ اگر وہ اپنا سرمایہ دوسروں کو بطور قرض دیتا تو اس پر سود وصول کرتا یا اگر سرمایہ قرض لے کر کاروبار میں لگاتا تو اسے سود ادا کرنا پڑتا۔ پس اس کے سرمائے کے سود کی موجودگی بھی منافع کو خام بنا دیتی ہے۔

iii- اپنی محنت کی اُجرت (Reward of Producers own labour): بعض اوقات آجر اپنی تنظیمی خدمات کے علاوہ بھی کچھ فرائض سرانجام دیتا ہے۔ مثلاً کاروبار کے لئے کوئی علیحدہ منیجر وغیرہ نہ رکھے بلکہ اس کا کام بھی خود ہی کرے۔ اس طرح بحیثیت منیجر اس کی اُجرت بھی منافع میں شامل ہوتی ہے لہٰذا یہ خالص نہیں رہتا۔

iv- اتفاقیہ منافع (Windfall gain): بعض اوقات حالات میں اچانک تبدیلی واقع ہونے سے آجر کا منافع بڑھ جاتا ہے۔ جسے WindfalGain اتفاقیہ منافع کہا جاتا ہے مثلاً جنگ کی وجہ سے چینی کی درآمد بند ہو جائے اور چینی کی قیمت بڑھ جانے سے آجروں کو غیر متوقع منافع حاصل ہو جائے۔ اسی طرح سیلاب اور زلزلے بھی اشیاء کی قیمت میں اضافہ کا سبب بن کر اتفاقیہ منافع کو جنم دیتے ہیں۔

v- اجارہ داری کا منافع (Monopolists gain): اگر آجر کو شے کی پیداوار پر اجارہ داری حاصل ہو کوئی دوسری فرم وہ شے تیار نہ کر رہی ہو اور نہ ہی منڈی میں شے کا نعم البدل موجود ہو تو آجر اپنی شے کی زیادہ قیمت وصول کر کے غیر معیاری منافع کما سکتا ہے۔ چونکہ ایسا منافع آجر کی اپنی قابلیت یا کوششوں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ خام منافع میں شامل کیا جاتا ہے۔

vi- تخمینی منافع (Speculative gain): کئی آجر مختلف اشیاء کو کم قیمت پر خرید کر ان کا ذخیرہ کر لیتے ہیں اور مستقبل میں جب قیمتیں بلند ہو جاتی ہیں تو انہیں فروخت کر کے زائد از معیار منافع کماتے ہیں۔ ایسے منافع کو تخمینی منافع کا نام دیا جاتا ہے۔ جسے خام منافع کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

منافع کے مختلف نظریات

منافع کی ادائیگی کے بارے میں مختلف ماہرین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جنہیں درج ذیل نظریات کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔

1- منافع لگان کی مانند ہے۔
2- منافع اُجرت کی مانند ہے۔
3- منافع خطرہ مول لینے کا معاوضہ ہے۔
4- منافع غیر یقینی حالات کا سامنا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔
5- منافع کا متحرک نظریہ۔
6- جدت اور اختراع کا نظریہ
7- نظریہ مختتم پیداواری

اب ہم منافع اور غیر یقینی حالات کے نظریہ کی وضاحت کرتے ہیں۔

پروفیسر نائٹ کا نظریہ منافع (منافع اور غیر یقینی حالات)
(Profit and Un-Certainity)

پروفیسر ایف، ایچ نائٹ کا کہنا ہے کہ آجر کو بہت سے غیر یقینی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کا معاوضہ اسے منافع کی صورت میں ملتا ہے۔ اس کا زیادہ تر کام مستقبل کے بارے میں اندازوں پر ہوتا ہے چونکہ آنے والے حالات کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے وہ اپنی محنت اور کاوشوں سے اس غیر یقینی کیفیت سے کچھ نہ کچھ کما لیتا ہے جو کہ اس کا منافع ہوتا ہے۔

پروفیسر نائٹ کے مطابق بعض خطرات کا بیمہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً آتشزدگی، چوری، ڈاکہ، حادثات وغیرہ۔ لہٰذا ایسے خطرات غیر یقینی حالات کا سبب نہیں بنتے۔ البتہ بعض ایسے خطرات ہوتے ہیں جن کا ذمہ بیمہ کمپنیاں نہیں لیتیں۔ مثلاً شے کی طلب، قیمت اور فیشن وغیرہ میں تبدیلی کا خطرہ۔ پروفیسر نائٹ کے مطابق یہی وہ خطرات ہوتے ہیں جنہیں مول لے کر آجر منافع کماتا ہے۔ کسی کاروبار میں جتنے زیادہ غیر یقینی حالات پائے جائیں گے اتنے ہی زیادہ خطرات کا احتمال ہوگا اور ان پر قابو پا کر آجر زیادہ منافع حاصل کر سکے گا۔

شاید اسی لئے پروفیسر نی ون (Nevin) لکھتے ہیں کہ "غیر یقینی کیفیت ہی منافع کی اصل وجہ ہے" آجر مستقبل میں شے کی طلب کے بارے میں حتمی طور پر کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے حالات میں اس قسم کی تبدیلی آئے کہ طلب کم ہو کر رہ جائے۔ صارفین کی ذہنی کیفیت میں تبدیلی سے شے کا فیشن ختم ہو جائے یا کوئی دوسرا آجر اس شے کو تیار کرنے کا کوئی سستا طریقہ دریافت کر لے وغیرہ۔

اعتراضات (Criticism)

اس نظریہ پر درج ذیل اعتراضات کئے گئے ہیں۔

1- منافع محض غیر یقینی حالت کا سامنا کرنے سے ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس پر بہت سے دیگر عوامل بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور مختلف خدمات کا صلہ ہوتا ہے مثلاً کاروبار کی دیکھ بھال۔ مختلف شعبوں میں ہم آہنگی اور ربط پیدا کرنا، پیداواری عمل میں جدت و اختراع پیدا کرنا وغیرہ لہٰذا یہ نظریہ آجر کے تمام فرائض کی نشاندہی نہیں کرتا۔

2- محض غیر یقینی حالات سے پیدا ہونے والے خطرات ہی آجر کی رسد کو محدود نہیں کرتے بلکہ بہت سے سماجی اور معاشرتی حالات اور ماحول کے اثرات بھی ان کی رسد کو کم کر دیتے ہیں۔

پس یہ نظریہ ادھورا اور نامکمل ہے اور منافع کے بارے میں تمام پہلوؤں کا جائزہ نہیں لیتا۔

کیا منافع کی ادائیگی ضروری ہے؟

منافع کے بارے میں سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ کیا منافع کمانا جائز ہے اور اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ اس ضمن میں لوگوں کی رائے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آجر لوگ پہلے ہی ڈھیروں دولت کے مالک ہوتے ہیں اور مزید منافع کا حصول دولت کی تقسیم کو غیر مساویانہ بنا دیتا ہے اور اس طرح معاشرے میں امیر غریب کے درمیان خلیج وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے منافع کی ادائیگی کا کوئی جواز نہیں۔ اس خیال کے زیادہ تر حامی اشتراکی خیال کے لوگ ہیں۔

لیکن ہمارے خیال میں منافع کی ادائیگی کا جواز موجود ہے اور یہ کمانا جائز ہے کیونکہ

www.downloadclassnotes.com

1- آجر ایک عامل پیدائش کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتا ہے چونکہ دیگر عاملین پیدائش اپنی خدمات کا صلہ معاوضوں کی صورت میں وصول کرتے ہیں تو پھر آجر کو اس کی خدمات کا صلہ منافع کی صورت میں کیوں نہ دیا جائے۔

2- آجر نہایت اہم فرائض سرانجام دیتا ہے۔ یعنی کاروبار کی بنیاد ڈالنا، خطرات مول لینا، غیر یقینی حالات کا سامنا کرنا اور دیگر عاملین کا معیاری اشتراک حاصل کرنا وغیرہ۔ ان اقدامات کی بدولت اسے کچھ نہ کچھ معاوضہ ضرور ملنا چاہیے جو کہ منافع ہے۔

3- منافع کی عدم موجودگی کی صورت میں پیدائش دولت کا کام رک سکتا ہے۔ کیونکہ اگر آجر کو سرمایہ کاری کی ترغیب کے لئے کچھ نہ دیا جائے تو وہ پیداواری عمل سے باز رہتا ہے اور اس طرح اشیاء و خدمات کی مقدار میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

4- آجر منافع کے پیش نظر کاروبار میں جدّت اور تنوع پیدا کرتا ہے اور پیدائش کے نئے نئے طریقے دریافت کر کے اشیاء کے معیار کو بہتر بناتا ہے اس طرح ایجادات اور دریافتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اگر منافع کا عنصر ختم کر دیا جائے تو اس کام میں بھی رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔

5- اسلام میں بھی منافع کا جواز موجود ہے اور اس کی اجازت ہے لیکن یہ منافع معمولی اور مناسب مقدار میں ہونا چاہیے۔ اگر مزدوروں یا صارفین کا استحصال کر کے ذخیرہ اندوزی اور مصنوعی قلت پیدا کر کے غیر معیاری منافع کمایا جائے تو اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کیونکہ یہ ناجائز اور غیر قانونی طریقہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ دراصل اختلافات منافع کی ادائیگی کے بارے میں نہیں ہیں بلکہ اس کی مقدار کے بارے میں ہیں۔ اگر یہ جائز طریقہ سے مناسب مقدار میں کمایا جائے تو اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

خالص منافع میں فرق کی وجوہات
(Differences in Profit)

جب مختلف آجروں کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تمام آجر یکساں منافع نہیں کماتے بلکہ بعض آجروں کو زیادہ شرح سے منافع ملتا ہے جبکہ بعض آجر کم شرح سے منافع کماتے ہیں۔ اس فرق کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

1- آجروں کی استعداد کار میں فرق (Difference of efficiency): آجروں کی ذہنی استعداد، مہارت، تجربے اور قابلیت میں فرق پایا جاتا ہے۔ لہٰذا جو آجر اپنی صلاحیتوں کی بنا پر خطرات کو کم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں وہ زیادہ منافع کما لیتے ہیں۔ اس کے برعکس کم تجربہ کار اور نسبتاً غیر مستعد آجر خطرات کا صحیح مقابلہ نہیں کر پاتے۔ لہٰذا کم منافع حاصل کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات انہیں نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔

2- کاروبار کی نوعیت میں فرق (Difference of the nature of business): مختلف صنعتوں میں بھی منافع کی شرح میں فرق پایا جاتا ہے۔ جو کاروبار مستحکم ہوتے ہیں اور غیر یقینی کیفیت زیادہ نہیں ہوتی وہاں منافع کی شرح عام طور پر پست ہوتی ہے۔ جبکہ ان کاروباروں میں منافع کی شرح بلند ہوتی ہے۔ جہاں غیر یقینی کا عنصر غالب ہو اور خطرات زیادہ ہوں۔ ایسی جگہ پر نقصان کا احتمال بھی زیادہ ہوتا ہے۔

3- منڈی میں مقابلہ کے حالات (Competition in the market): آجروں کے منافع کا انحصار منڈی میں پائے جانے والے مقابلہ کے حالات پر بھی ہوتا ہے۔ جس منڈی میں آجر کو اجارہ داری حاصل ہو وہاں وہ بلند قیمت وصول کر کے زیادہ منافع کما لیتا ہے۔ جبکہ مکمل مقابلہ کے تحت عام طور پر منافع کی شرح پست ہوتی ہے۔

4- کاروباری اُتار چڑھاؤ(Business fluctuations): تجارتی چکر کے مختلف ادوار میں بھی منافع کی شرح بدلتی رہتی ہے۔ جب معیشت پھیلاؤ اور خوشحالی کے دور میں داخل ہوتی ہے تو منافع جات بڑھ جاتے ہیں جبکہ سرد بازاری کے دور میں قیمتیں گر جاتی ہیں اور آجروں کے منافع جات بھی گر جاتے ہیں۔

5- حالات میں اتفاقیہ تبدیلی(Sudden changes in business conditions): بعض اوقات حالات اچانک کسی آجر کے حق میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور قسمت اس کا ساتھ دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے زیادہ منافع حاصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً شے کی طلب اور قیمت کا اچانک چڑھ جانا، موسمی اثرات کی وجہ سے پیداوار کا زیادہ حاصل ہونا وغیرہ اس کے برعکس جن آجروں کی تیار کردہ اشیاء کی طلب اچانک گر جائے یا بدقسمتی کی وجہ سے خراب موسم کی وجہ سے پیداوار کم رہے تو ان کا منافع بھی گر جاتا ہے۔

6- سرمایہ کی دستیابی(Availability of capital): جس آجر کو سرمایہ اس کی ضرورت کے مطابق ملتا رہے وہ بڑے پیمانے پر اشیاء پیدا کر کے زیادہ منافع حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو آجر سرمایہ کی قلت کا شکار ہو وہ اپنا کاروبار وسیع نہیں کر سکتا۔ لہٰذا زیادہ منافع حاصل نہیں کر پاتا۔

7- طریقہ پیدائش(Production techniques): جو آجر اشیاء کی پیدائش کے عمل میں جدید اور نئے طریقے اپناتے ہیں وہ کم لاگت پیدائش پر اشیاء پیدا کر لیتے ہیں اور زیادہ منافع کما لیتے ہیں۔ اس کے برعکس جو آجر پرانے طریقوں کی مدد سے اشیاء پیدا کرتے رہتے ہیں ان کا منافع بھی کم ہوتا ہے۔

8- کاروباری ساکھ اور شہرت(Business reputition and Integraty): جس کاروباری ادارے کی ساکھ اچھی ہو اور اس کی پیدا کردہ اشیاء بہتر معیار کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ہوں وہ زیادہ منافع کما لیتا ہے۔ جبکہ اچھی شہرت نہ رکھنے والے ادارے کا منافع کم رہتا ہے۔

9- پبلسٹی اور پراپیگنڈہ(Publicity and propaganda): بعض آجر اشتہار بازی کے ذریعے اپنی اشیاء کو مقبول عام بنا لیتے ہیں مثلاً ریڈیو، ٹیلی وژن، اخبارات اور اشتہارات کے ذریعے پبلسٹی کر کے اشیاء کی مانگ بڑھا لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دوسرے آجروں کے مقابلہ میں ان کا منافع بڑھ جاتا ہے۔

10- کاروباری راز(Business secrets): ہر کاروبار کے کچھ اندرونی راز ہوتے ہیں جو آجر ان رازوں کو پا لیتے ہیں وہ ان آجروں کی نسبت زیادہ منافع کما لیتے ہیں جو ان رازوں سے واقف نہیں ہوتے۔

11- درآمدی پالیسی(Trade (Import) policy): درآمدی پالیسی جن تاجروں کے حق میں ہوتی ہے وہ زیادہ منافع کما لیتے ہیں مثلاً اگر حکومت کچھ اشیاء کی درآمد پر پابندی عائد کر دے تو جن آجروں کے پاس وہ اشیاء پہلے سے پڑی ہوتی ہیں وہ ان کی کمیابی کی وجہ سے زیادہ قیمت وصول کر کے اپنا منافع بڑھا لیتے ہیں یا جن لوگوں کے پاس ان اشیاء کا نعم البدل موجود ہوتا ہے۔ وہ بھی خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔

12- ضمنی پیداوار سے استفادہ(By-products): جو آجر اپنے بچے کھچے مال سے ضمنی پیداوار حاصل کر لیتے ہیں ان کا منافع زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جو آجر ایسا نہیں کر سکتے ان کا منافع کم ہوتا ہے۔

13- سرکاری سہولیات(Public facilities): بعض آجروں کو حکومت کی طرف سے خصوصی مراعات حاصل ہوتی ہیں مثلاً مخصوص علاقوں میں انڈسٹریل زون میں کام کرنے والے آجروں کو ایک خاص مدت کے لئے ٹیکس مراعات اور انفراسٹرکچر کی سہولیات وغیرہ۔ لہٰذا ان کا خالص منافع دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے جنہیں یہ مراعات حاصل نہیں ہوتیں۔

منافع اور سود میں فرق

(Difference between profit and Interest)

منافع اور سود کے تصوّرات کا جائزہ لینے کے بعد ذیل میں ان نقاط کو پیش نظر رکھا جاتا ہے جو کہ ان دونوں میں فرق کا سبب بنتے ہیں۔

منافع	سود
1- معاشیات میں منافع سے مراد قومی آمدنی کا وہ حصہ لیا جاتا ہے جو کہ آجر کو اس کی تنظیمی خدمات کے عوض دیا جاتا ہے۔	1- سود سے مراد قومی آمدنی کا وہ حصہ ہے جو کہ سرمائے کو ایک عامل پیدائش کی حیثیت سے ملتا ہے۔
2- آجر بطور ایک عامل پیدائش کاروبار کی بنیاد رکھ کر پیداواری عمل میں حصہ لیتا ہے۔ اسے مختلف کاروباری خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔	2- شرح سود کا تعین پہلے سے طے شدہ ہوتا ہے مثلاً 10% سالانہ وغیرہ۔ لہٰذا اُسے کاروباری خطرات کا سامنا نہیں ہوتا۔
3- آجر دیگر عاملین زمین، محنت، سرمایہ کو معاوضے ادا کرنے کے بعد کچھ بچ جانے کی صورت میں منافع کماتا ہے۔ جس کا انحصار اس کی تنظیمی صلاحیت پر ہوتا ہے۔	3- سرمایہ اپنا معاوضہ سود کی صورت میں قبول کر لیتا ہے۔ اُسے دیگر عوامل کو کچھ ادا نہیں کرنا پڑتا۔ سرمایہ زر کے علاوہ خام مال، تجارتی وصنعتی عمارات، مشینوں اور آلات کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔
4- آجر کو بعض اوقات کاروبار میں نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔	4- سرمایہ کو نقصان کا خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ سرمایہ کاری کے لئے رقوم کی ادائیگی اور وصولی کا معاوضہ سود کی صورت میں طے شدہ ہوتا ہے۔
5- منافع کا تعلق کسی خاص عرصۂ وقت سے نہیں ہوتا۔ اس کا اندازہ کاروباری حالات کے پیش نظر مختلف اوقات میں لگایا جاسکتا ہے۔	5- سود اور مدت لازم وملزوم ہیں، سود کا ذکر عرصۂ وقت کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔
6- منافع خالص بھی ہوتا ہے اور خام بھی۔	6- سود بھی خالص اور خام یا مرکب ہوتا ہے۔
7- خالص منافع محض وہ معاوضہ ہوتا ہے جو کہ آجر کو تنظیمی خدمات سرانجام دینے اور نفع ونقصان کی ذمہ داری قبول کرنے کے صلہ میں ملتا ہے۔	7- خالص سود خالصتاً سرمایہ کے استعمال کا معاوضہ ہوتا ہے۔
8- خام منافع میں کچھ دیگر معاوضے بھی شامل ہوتے ہیں مثلاً آجر کی اپنی زمین کا لگان، اس کی اپنی محنت کی اُجرت اور اپنے سرمائے کا سود وغیرہ۔	8- خالص سود میں جب خطرہ مول لینے کا معاوضہ، زحمت اور دقتوں کا معاوضہ حساب کتاب وغیرہ کے اخراجات شامل کر لئے جائیں تو وہ خام/مرکب سود بن جاتا ہے۔
9- حالات میں اچانک تبدیلی کی وجہ سے آجر کو اتفاقیہ منافع یا نقصان بھی ہوسکتا ہے۔	9- حالات میں اتفاقیہ تبدیلی شرح سود کو فوراً متاثر نہیں کرتی۔
10- منافع معمولی (Normal) یا غیر معمولی (Abnormal) بھی ہوسکتا ہے۔	10- سود پہلے سے طے شدہ شرائط کے مطابق ادا کرنا پڑتا ہے۔
11- منافع غیر یقینی حالات کا سامنا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔	11- کینز کے مطابق شرح سود کا تعین اس سطح پر ہوتا ہے جہاں پر زر کی رسد اور زرنقد کی طلب (سیال پذیری کی ترجیح) آپس میں برابر ہوجائیں۔

www.downloadclassnotes.com

12- منافع کے پیشِ نظر آجر کاروبار میں جدت اور تنوع پیدا کرتا ہے۔ نیز پیدائش کے نئے نئے طریقے دریافت کرنے سے ایجادات اور دریافتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔	12- شرح سود میں کمی بیشی سے طریقہ پیدائش پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سرمایہ دارانہ اور مخلوط معاشی نظام کے تحت سود کی ادائیگی کا جواز پیدا کیا جا سکتا ہے۔
13- اسلام میں جائز، معمولی اور مناسب حد تک منافع کا جواز موجود ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس میں مزدوروں کا استحصال نہ ہو۔	13- اسلامی معاشرہ کے تحت اسلام میں سود کو ''حرام'' قرار دیا گیا ہے، اور اس کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح احکامات موجود ہیں۔ اسلامی معاشرے میں سود کے بغیر وہ تمام کام جاری رکھے جا سکتے ہیں جو کہ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت سود کی بدولت طے پاتے ہیں۔
14- آجروں کی استعداد، منڈی میں مقابلہ کے حالات، طریقہ پیدائش میں تبدیلی، پبلسٹی اور پراپیگنڈہ کی وجہ سے آجروں کے منافع میں فرق پایا جاتا ہے۔	14- سود پر پبلسٹی اور پراپیگنڈہ کے حالات اثر انداز نہیں ہوتے، البتہ عرصہ قلیل اور عرصہ طویل کے پیش نظر شرح سود مختلف ہو سکتی ہے۔

اہم مشقی سوالات

نوٹ: پنجاب کے تمام بورڈز بشمول آزاد کشمیر بورڈ میں 2011ء سے لیکر 2019ء تک آنے والے کثیر الانتخابی سوالات (MCQ's) بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔

معروضی سوالات: Objective questions

سوال 1: ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، درست جواب کو مارکر یا پین سے بھر دیا گیا ہے۔

1- لگان کے بارے میں کلاسیکی نظریہ کس نے پیش کیا۔
(A) پیگو (B) ڈیوڈ ریکارڈو (C) الفرڈ مارشل (D) پروفیسر رابنز

2- زمین کے استعمال کا معاوضہ کہلاتا ہے۔
(A) لگان (B) اجرت (C) سود (D) منافع

3- مختتم زمین کا لگان کتنا ہوتا ہے۔
(A) بہت زیادہ (B) بہت کم (C) صفر (D) نارمل

4- زمین کے لگان کا انحصار ہوتا ہے۔
(A) موسم پر (B) زرخیزی پر (C) صنعتی ترقی پر (D) آب و ہوا پر

5- پرنسپل آف پولیٹیکل اکانومی کتاب کس نے لکھی۔
(A) الفرڈ مارشل (B) ڈیوڈ ریکارڈو (C) ہکس (D) رابنسن

6- سب سے زیادہ زرخیز زمین کو سب سے پہلے زیر کاشت لانے کا مفروضہ کن ماہرین نے غلط قرار دیا۔
(A) پیگو (B) راشر اور کیرے (C) سنونیر اور ہیگ (D) مالتھس اور جے۔ ایس۔ مل

www.downloadclassnotes.com

7- مختتم زمین وہ زمین ہوتی ہے جو۔
(A) کسی بھی فصل کیلئے بہت زرخیز ہوتی ہے (B) لگان دیتی ہے
(C) بے لگان ہوتی ہے (D) دیہی علاقوں میں ہوتی ہے

8- کمیاب لگان اس لئے ادا کیا جاتا ہے کیونکہ۔
(A) زمین زرخیزی کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے **(B)** طلب کے مقابلہ میں زمین کی رسد کم ہوتی ہے
(C) زمین کی رسد بڑھائی جاسکتی ہے (D) رسد کے مقابلہ میں زمین کی طلب کم ہوتی ہے۔

9- زمین کی غیر لچک دار رسد کی وجہ سے کون سا لگان حاصل ہوتا ہے۔
(A) کمیابی لگان **(B)** نام نہاد لگان (C) تفرقی لگان (D) غیر مکسوبہ آمدنی

10- نام نہاد لگان کا تصور کس نے پیش کیا۔
(A) ایڈم سمتھ (B) کینز (C) مالتھس **(D)** مارشل

11- بے لگان زمین کا دوسرا نام ہے۔
(A) معین زمین (B) زرخیز زمین (C) جنگل **(D)** مختتم زمین

12- مختتم زمین کا تصور دیا۔
(A) آدم سمتھ نے (B) مارشل نے (C) رابنز نے **(C)** ریکارڈو نے

13- جب خالص لگان میں سود اور اجرتیں شامل ہو جائیں تو وہ کیا بنتا ہے۔
(A) مثل لگان **(B)** مرکب لگان (C) مختتم لگان (D) تفریقی لگان

14- نام نہاد لگان کا تعلق کس عرصہ وقت سے ہوتا ہے۔
(A) عرصہ طویل **(B)** عرصہ قلیل (C) عرصہ وقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا (D) ایک دن کے لئے

15- خالص لگان کو کہا جاتا ہے۔
(A) مثل لگان (B) کمیابی لگان **(C)** معاشی لگان (D) تفرقی لگان

16- مختلف قطعات زمین کی پیداواری فرق کو کہا جاتا ہے۔
(A) خالص لگان (B) مرکب لگان **(C)** تفرقی لگان (D) کمیابی لگان

17- قومی آمدنی کا وہ حصہ جو محنت کش کو اس کی خدمات کے عوض دیا جاتا ہے وہ کہلاتا ہے۔
(A) سود (B) اجرت (C) زرعی اجرت **(D)** اجرت متعارفہ

18- اجرت معاوضہ ہے۔
(A) زمین کا **(B)** محنت کا (C) سرمایہ کا (D) تنظیم کا

19- زرعی اجرت کا دوسرا نام ہے۔
(A) بازاری اجرت (B) حقیقی اجرت (C) مخفی اجرت **(D)** ظاہری اجرت

20- زر کی شکل میں محنت کا معاوضہ کہلاتا ہے۔
(A) حقیقی اجرت **(B)** ظاہری اجرت (C) اقل اجرت (D) خام اجرت

21- ایسی اجرت جو نقد ادا کی جائے۔ کہلاتی ہیں۔
(A) حقیقی اجرت **(B)** ظاہری اجرت (C) زائد اجرت (D) کم اجرت

www.downloadclassnotes.com

22- جوکام عارضی نوعیت کے ہوتے ہیں وہاں حقیقی اجرتیں ہوتی ہیں۔

(A) زیادہ (B) بہت زیادہ (C) کم (D) بالکل نہیں

23- ایک مزدور کو صرف زرِ نقد کی صورت میں جو معاوضہ ملتا ہے اسے کیا کہتے ہیں۔

(A) حقیقی اجرت (B) ظاہری اجرت (C) اجرت اقل (D) زائد اجرت

24- محنت کا معاوضہ کہلاتا ہے۔

(A) لگان (B) اجرت (C) سود (D) منافع

25- کس کا ذخیرہ نہیں کیا جا سکتا۔

(A) آلو (B) خام مال (C) محنت (D) مشینری

26- اگر محنت کی رسد بڑھ جائے تو شرح اجرت۔

(A) بڑھ جائے گی (B) گرے گی (C) ساکن رہے گی (D) صفر رہے گی

27- عاملین کے معاوضوں کے تعین کے بارے میں "نظریہ مختتم پیداواری" کن ماہرین نے پیش کیا۔

(A) آدم سمتھ اور ریکارڈو (B) الفرڈ مارشل اور جے۔بی کلارک

(C) جانسن اینڈ جانسن (D) ہکس اور ہینس

28- نظریہ مختتم پیداوار میں۔

(A) اوسط اجرت= مختتم اجرت (B) اوسط اجرت مختتم اجرت سے زیادہ

(C) اوسط اجرت مختتم اجرت سے کم (D) اوسط اجرت=اوسط وصولی

29- نظریہ مختتم پیداواری کے تحت معاوضے کا تعین کرتا ہے۔

(A) مالک (B) حکومت (C) مزدور (D) مختتم پیداوار

30- درج ذیل میں سے کون سا شرح اجرت کا تکثیری تفاعل ہے۔

(A) محنت کی طلب (B) شرح سود (C) محنت کی رسد (D) سرمایہ کاری

31- مختتم پیداواری مالیت کا خط کس شکل کا ہوتا ہے۔

(A) الٹا یو (B) زیادہ چپٹا (C) یو (D) منفی جھکاؤ

32- شرح اجرت میں اضافہ سے مزدوروں کی طلب پر کیا اثر پڑتا ہے۔

(A) بڑھ جاتی ہے (B) برابر رہتی ہے (C) لاتعلق ہوتی ہے (D) کم ہو جاتی ہے

33- اوقات کار میں اضافے سے حقیقی اجرت۔

(A) بڑھ جاتی ہے (B) کم ہو جاتی ہے (C) تبدیل نہیں ہوتی (D) کوئی تعلق نہیں

34- جو اجرت نقد رقم کی صورت میں ادا کی جائے اسے کہتے ہیں۔

(A) حقیقی اجرت (B) ظاہری اجرت (C) زائد اجرت (D) کم اجرت

35- درج ذیل میں سے مرکب سود میں کیا شامل ہوتا ہے۔

(A) زمین کا لگان (B) آجر کا منافع (C) حساب کتاب کے اخراجات (D) نقل و حمل کے اخراجات

36- زرِ نقد کی ترجیح کا نظریہ یا سیال پذیری کی ترجیح کا نظریہ کس نے پیش کیا۔

(A) بینتھم (B) ریکارڈو (C) رابنز (D) کینز

www.downloadclassnotes.com

37۔ شرح سود کے تعین کا نوکلاسیکی نظریہ کون سا ہے۔
(A) نظریہ معاوضہ وقت (B) زر نقد کی ترجیح کا نظریہ (C) رقوم برائے قرضہ کا نظریہ (D) نظریہ پیداواری

38۔ سود کی اقسام ہیں۔
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

39۔ سرمایہ کا معاوضہ ہے۔
(A) لگان (B) سود (C) اجرت (D) نفع یا نقصان

40۔ سیال پذیری کی ترجیح کا خط کس تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔
(A) آمدنی اور صرفی خرچ (B) صارف اور آجر (C) زر کی رسد و شرح سود (D) زر کی طلب اور شرح سود

40۔ سیال پذیری کی ترجیح کے خط کا جھکاؤ کیسا ہوتا ہے۔
(A) منفی (B) صفر (C) افقی (D) مثبت

41۔ زر کی روزمرہ ضروریات کی طلب آمدنی کا تفاعل ہے۔
(A) تکثیری (B) مضمر (C) تقلیلی (D) واضح

42۔ زر کی تخمینی طلب اور شرح سود میں کون سا تفاعلی رشتہ پایا جاتا ہے۔
(A) تقلیلی (B) مضمر (C) تکثیری (D) براہ راست

43۔ زر کی تخمینی طلب کا انحصار ہوتا ہے
(A) آمدنی پر (B) صرف پر (C) منافع پر (D) شرح سود پر

44۔ جدید سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں سود کو کیا حیثیت حاصل ہے۔
(A) ثانوی (B) بنیادی (C) مرکزی (D) کوئی حیثیت نہیں

45۔ منافع غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرنے کا معاوضہ ہے یہ کس کا قول ہے۔
(A) مارشل (B) فشر (C) نائٹ (D) رابنز

46۔ ایک آجر جدت و تنوع کیوں کر اپناتا ہے۔
(A) شہرت کی خاطر (B) منافع کی خاطر (C) مجبوری سے (D) مقابلہ سے بچنے کے لئے

47۔ منافع کے بارے میں غیر یقینی حالات کا نظریہ کس نے پیش کیا۔
(A) شمپیٹر (B) دیون پورٹ (C) نائٹ (D) جے۔بی کلارک

48۔ آجر کے اپنے سرمایہ کا سود کس میں شامل ہوتا ہے۔
(A) مرکب منافع میں (B) اتفاقیہ منافع میں (C) خالص منافع میں (D) تخمینی منافع میں

49۔ سٹہ بازی سے حاصل ہونے والا منافع کس کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔
(A) خام منافع (B) خالص منافع (C) اتفاقیہ منافع (D) آجارہ دارانہ منافع

50۔ اگر حالات اچانک تبدیل ہو جائیں اور آجر کی پیدا کردہ شے کی قیمت بڑھ جائے تو اس سے کیا حاصل ہوگا۔
(A) آجارہ دارانہ منافع (B) اتفاقیہ منافع (C) تخمینی منافع (D) نقصان

51۔ اسلام میں کس حد تک منافع کا جواز موجود ہے۔
(A) کوئی حد مقرر نہیں (B) منافع لینا ممنوع ہے (C) جائز اور مناسب (D) ہر طریقہ سے

www.downloadclassnotes.com

52۔ جب شرح سود بڑھتی ہے تو بانڈوں کی قیمت۔
(A) بڑھتی ہیں (B) گرتی ہیں (C) تبدیل نہیں ہوتیں (D) صفر ہو جاتی ہے

53۔ بلاسود معیشت کون سی معیشت ہوتی ہے۔
(A) سرمایہ دارانہ معیشت (B) اسلامی معیشت (C) اشتراکی معیشت (D) مخلوط معیشت

انشائیہ Descriptive Part

نوٹ: پنجاب کے تمام بورڈز بشمول آزاد کشمیر بورڈ میں 2011ء سے لیکر 2019ء تک پوچھے جانے والے مختصر سوالات (Short Questions) بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔

پارٹ I:

سوال 4: درج ذیل کی مختصر وضاحت کریں۔

1۔ **لگان کی تعریف کریں؟**

ج: لگان سے مراد وہ رقم ہے جو کسی عامل پیدائش یعنی زمین کے استعمال کے عوض اس کے معاوضہ کے طور پر ادا کی جائے معاشیات میں لگان کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے۔ لگان وہ رقم جو ایک شخص زمین کے استعمال کے عوض زمین کے مالک کو باقاعدہ وقفوں سے ادا کرتا ہے۔

2۔ **خالص لگان اور خام لگان میں فرق بتائیں؟**

ج: خالص لگان سے مراد ایسی ادائیگی ہے جو فقط زمین کے استعمال کے عوض زمین کے مالک کو ادا کی جاتی ہے لیکن بعض اوقات زمین کا مالک کاشتکار کو زمین کے علاوہ کچھ اور سہولیات بھی فراہم کرتا ہے جیسا کہ ٹیوب ویل لگا کر دینا یا مزارع کے لیے مکان بنوا کر دینا وغیرہ۔ جن کے بدلے میں وہ زائد معاوضہ طلب کرتا ہے اگر اس زائد معاوضے کو خالص لگان میں شامل کر دیا جائے تو یہ خام لگان بن جاتا ہے۔

3۔ **تفرقی لگان کی وضاحت کریں؟**

ج: وہ زائد آمدنی جو محض زمین کی زرخیزی یا محل وقوع کے فرق کی وجہ سے حاصل ہو اسے تفرقی یا تفریقی لگان کہتے ہیں۔

4۔ **کمیابی لگان سے کیا مراد ہے؟**

ج: چونکہ زمین کی رسد غیر لچکدار، محدود اور طلب کے مقابلہ میں کم ہے۔ لہٰذا اشیاء کی بڑھتی ہوئی طلب کے پیش نظر پیداوار میں اضافہ کے لئے چونکہ زمین کی رسد کو نہیں بڑھایا جا سکتا لہٰذا شرح معاوضہ بلند ہو جاتی ہے۔ پس زمین کی کمیابی کی بناء پر زمین کے مالک کو جو ادائیگی کی جاتی ہے اسے کمیابی لگان کہا جاتا ہے۔

5۔ **نام نہاد لگان یا مثل لگان سے کیا مراد ہے؟**

ج: ''نام نہاد لگان ایسی زائد آمدنی کو کہتے ہیں جو انسان کی تیار کردہ مشینوں اور آلات کی عرصہ قلیل میں رسد کم ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔'' یہ عارضی نوعیت کا ہوتا ہے اور صرف عرصہ قلیل میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

6۔ **ریکارڈو کا نظریہ لگان بیان کریں۔**

ج: ''لگان زمین کی پیداوار کا وہ حصہ ہے جو ایک کاشتکار زمیندار کو زمین کی ازلی (original) اور پائیدار صلاحیتوں کے

استعمال کے بدلے ادا کرتا ہے چونکہ زمین کے مختلف قطعات' زرخیزی یا محل وقوع کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے ان پر اگر ایک جیسی محنت اور سرمائے کی اکائیاں لگائی جائیں تو وہ مختلف پیداوار دیتے ہیں پس اعلیٰ اور گھٹیا زمین کی پیداوار کے فرق کو لگان کہا جاتا ہے۔''

7۔ **ریکارڈو کے نظریہ لگان کے تین مفروضات لکھیں؟**

ج: (ا) کاشت کاروں کے مابین مکمل مقابلہ (۲) زمین کی ازلی اور پائیدار صلاحیتیں (۳) مختتم زمین کا تصور

8۔ **ریکارڈو کے نظریہ لگان کی چار خامیاں تحریر کریں؟**

ج: (الف) زمین کی زرخیزی کا پیشگی علم نہیں ہوتا۔ (ب) مکمل مقابلہ کا مفروضہ درست نہیں۔
(ج) بے لگان زمین کا ناقابل فہم تصور۔ (د) لگان مصارف پیدائش کا حصہ ہوتا ہے۔

9۔ **بے لگان زمین سے کیا مراد ہے یا مختتم زمین کا تصور کا بیان کریں؟**

ج: بے لگان زمین سے مراد زمین کا ایسا قطعہ جو لگان نہ دے یعنی جس پر محنت و سرمایہ کی اکائیاں لگاتے چلے جائیں تو پیداوار کی قیمت اس کی لاگت کے برابر ہو جائے ایسی زمین کو مختتم زمین یا بے لگان زمین کہتے ہیں۔

10۔ **اجرت کی تعریف کریں؟**

ج: ''اُجرت سے مراد وہ مادی معاوضہ لیا جاتا ہے جو کسی شخص کو اس کی ذہنی یا جسمانی کاوش کے بدلے ادا کیا جائے۔'' مثلاً مزدور کا یومیہ معاوضہ' کلرک کی تنخواہ' ڈاکٹر کی فیس وغیرہ۔

11۔ **زری اجرت یا اجرت متعارفہ کسے کہتے ہیں؟**

ج: اسے ظاہری اُجرت بھی کہتے ہیں اور اس سے مراد وہ اُجرت لی جاتی ہے جو زر (روپیہ پیسہ) کی صورت میں ادا کی جائے۔ مثلاً مزدور کی 100 روپے یومیہ یا ڈاکٹر کی 20 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ وغیرہ۔

12۔ **ظاہری اجرت اور حقیقی اجرت میں کیا فرق ہے؟**

ج: زری یا ظاہری اُجرت سے مراد وہ اجرت لی جاتی ہے جو مزدوروں کو زر نقد کی صورت میں ادا کی جائے مثلاً 200 روپے روزانہ یا 5 ہزار روپے ماہانہ وغیرہ جبکہ حقیقی اُجرت میں زری اُجرت کے علاوہ دیگر مراعات بھی شامل ہوتی ہیں مثلاً مفت رہائش' علاج معالجہ کی سہولت' ٹرانسپورٹ یا کھانا وغیرہ نیز زر کی قوت خرید کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ حقیقی اجرت کا تعلق دراصل لوگوں کی قوت خرید سے ہوتا ہے یعنی کتنی اشیاء و خدمات کو وہ دی ہوئی زری آمدنی سے خرید سکتا ہے۔ لہٰذا حقیقی اجرت اشیاء و خدمات کی شکل میں دیکھی جاتی ہے۔

13۔ **حقیقی اجرت کے چار عوامل بیان کریں؟**

ج: (ا) زر کی قوت خرید (۲) ضمنی آمدنی کے امکانات (۳) ترقی کے امکانات (۴) کام کے حالات اور اوقات

14۔ **اجرتوں کے تعین کے بارے میں مختلف نظریات تحریر کریں؟**

ج: (الف) مسئلہ گزر اوقات (ب) مسئلہ اُجرت فنڈ (ج) مسئلہ حق بقیہ
(د) نظریہ مختتم پیداواری (ر) طلب و رسد کا نظریہ

15۔ **نظریہ مختتم پیداواری کی تعریف کریں یا مختتم پیداوار سے کیا مراد ہے؟**

ج: اس نظریہ کو ڈاکٹر مارشل اور جے۔ بی۔ کلاک نے پیش کیا۔ ان کے مطابق ہر عامل پیدائش اس کی خدمات کا معاوضہ اس مختتم پیداوار کے برابر ملتا ہے لہٰذا مختتم پیداوار سے مراد مجموعی پیداوار میں وہ اضافہ لیا جاتا ہے جو کسی عامل پیدائش سے زائد اکائی لگانے سے ہوتا ہے۔

-16 **نظریہ مختتم پیداواری کے چار مفروضات لکھیں؟**

ج: (الف) عاملین کی یکساں اکائیاں (ب) عاملین کا حرکت پذیر ہونا
(ج) عاملین کی رسد کا لچکدار ہونا (ج) کاروبار پر قانون تقلیل حاصل کا نفاذ

-17 **نظریہ مختتم پیداواری کے تین خامیاں لکھیں؟**

ج: (الف) نظریہ کے مفروضات درست ثابت نہیں ہوتے۔ (ب) مختتم پیداوار معلوم کرنا مشکل ہے۔
(ج) عاملین کی رسد کو نظرانداز کیا گیا ہے۔

-18 **مختتم وصولی پیداوار کس کے برابر ہوتی ہے؟**

ج: MRP = VMP × P

-19 **عاملین پیدائش کی طلب ماخوذ طلب کیوں کہلاتی ہے؟**

ج: جدید نظریہ کے مطابق عاملین پیدائش کے معاوضوں کا تعین ان کی طلب اور رسد کے باہمی توازن سے ہوتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عاملین کی طلب ماخوذ (Derived) ہوتی ہے۔

-20 **اجرت اقل یا کم سے کم اجرت کا تصور پیش کریں؟**

ج: آجروں کے ہاتھوں مزدوروں کا استحصال ختم کرنے اور مزدوروں کے مالی حالات سدھارنے کے لئے حکومت مختلف صنعتوں یا ملکی سطح پر تمام صنعتوں میں مزدوروں کی اُجرتوں کی "کم سے کم حد" مقرر کر دیتی ہے۔ جسے "اُجرت اقل" کا نام دیا جاتا ہے۔

-21 **کم سے کم اجرت کے چار فوائد تحریر کریں؟**

ج: (i) استحصال کا خاتمہ (ii) معقول معیار زندگی (iii) استعداد کار میں اضافہ (iv) خوشگوار تعلقات

-22 **کم سے کم اجرت کے چار نقصانات تحریر کریں؟**

ج: (i) بے روزگاری (ii) مستعد مزدوروں کی حوصلہ شکنی (iii) قیمتوں میں اضافہ (iv) کام میں عدم توجہی

-23 **مزدور انجمن سے کیا مراد ہے؟**

ج: مزدور انجمن سے مراد کسی پیشہ کے مزدوروں کی ایک ایسی تنظیم ہوتی ہے جو مشترکہ حقوق کے لیے وجود میں آتی ہے۔

-24 **مزدور انجمن کے کوئی سے چار فرائض یا مقاصد لکھیں؟ ہے)**

ج: (i) کام کی شرائط کو آسان اور مناسب بنانا (ii) کام کے ماحول کو بہتر بنانا
(iii) استعداد کار میں اضافہ (iv) مزدوروں کی قوتِ سودابازی کو مضبوط بنانا

-25 **سود کا مفہوم بیان کریں؟**

ج: قومی آمدنی کا وہ حصہ جو سرمائے کو ایک عامل پیدائش کی حیثیت سے ملتا ہے۔ سود کہلاتا ہے۔ سرمایہ زر کے علاوہ خام مال، عمارات، مشینوں اور آلات و اوزار کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔ عام طور پر لوگ سرمایہ کاری کے لئے رقوم قرض لیتے ہیں اور اس پر سود ادا کرتے ہیں۔ سود کا ذکر عرصہ وقت کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ شرح سود کا تعین عام طور پر ایک سال کی مدت کے لئے ہوتا ہے۔ مثلاً 10 فیصد سالانہ یا 15 فیصد سالانہ وغیرہ۔

-26 **خالص سود کی تعریف کریں؟**

ج- قومی آمدنی کا وہ حصہ جو سرمائے کو ایک عامل پیدائش کی حیثیت سے ملتا ہے سود کہلاتا ہے۔ خالص سود میں سرمائے کے استعمال کے معاوضے کے علاوہ اور کوئی رقم شامل نہیں ہوتی۔

www.downloadclassnotes.com

27۔ **خام یا مرکب سود سے کیا مراد ہے؟**

ج۔ جب خالص سود میں (i) خطرہ مول لینے کا معاوضہ (ii) زحمت اور دقتوں کا معاوضہ (iii) اور حساب کتاب کے اخراجات وغیرہ شامل ہو جائیں تو سود مرکب یا خام بن جاتا ہے۔

28۔ **سود کیوں ادا کیا جاتا ہے؟**

ج: ماہرین کے مطابق ایک سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں سود کو محور کی حیثیت حاصل ہے اور اس کی ادائیگی کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(الف) نظریہ پیداواری (ب) نظریہ اجتناب یا انتظار کشی (د) نظریہ معاوضہ وقت

29۔ **سود کی اقسام بیان کریں؟**

ج: سود کی دو اقسام ہیں۔ ① خالص سود ② مرکب سود

30۔ **زر نقد کی ترجیح کا نظریہ (سیال پذیری) سے کیا مراد ہے؟**

ج: کینز کے مطابق لوگ اپنی رقومات کو نقدی کی صورت میں اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے مختلف مقاصد کو پورا کرتے رہیں۔ لہذا زر کو نقدی کی صورت میں رکھنے کو ترجیح دینا سیال پذیری کہلاتا ہے۔

31۔ **رقوم برائے قرضہ کی رسد کا انحصار کن عوامل پر ہوتا ہے؟**

ج: (الف) انفرادی بچتیں (ب) کاروباری بچتیں (ج) سرکاری بچتیں
(د) دفینے (ر) بینک کا قرضہ (س) بیمہ کمپنیوں کی رقومات

32۔ **رقوم برائے قرضہ کے نظریہ کے تحت شرح سود کا تعین کیسے ہوتا ہے؟**

ج: اس کے تحت شرح سود کا تعین قرضہ پر دی جانے والی رقوم کی طلب اور رسد کے باہمی توازن سے ہوتا ہے۔

33۔ **رقوم برائے قرضہ کی طلب کے عوامل لکھیں؟**

ج: (الف) سرمایہ کاری کے لئے (ب) صرفی خرچ کے لئے (ج) سرکاری طلب (د) دفینوں کے لئے

34۔ **لارڈ کینز کے مطابق زر نقد کی طلب کے محرکات (مقاصد) کیا ہیں؟**

ج: (الف) گھریلو ضروریات کی خاطر (ب) کاروباری ضروریات کی خاطر
(ج) ناگہانی حالات کی خاطر (د) تخمین یا سٹہ بازی کی خاطر

35۔ **کینز کے مطابق زر کی رسد کا انحصار کن باتوں پر ہوتا ہے؟**

ج: (الف) دھاتوں کی فراہمی (ب) زر کے اجراء کے بارے میں مرکزی بینک کی پالیسی (ج) زر کی رفتار گردش

36۔ **کینز کے مطابق شرح سود کا تعین کیسے ہوتا ہے؟**

ج: پروفیسر کینز کے مطابق شرح سود کا تعین زر کی رسد اور زر کی طلب کے باہمی توازن سے طے پاتا ہے۔

37۔ **زر کی روزمرہ معاملات کی طلب یا زر نقد کی طلب سے کیا مراد ہے؟**

ج: زر کی وہ مقدار جو لوگ نقدی کی صورت میں اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے روزمرہ کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ اسے زر کی روزمرہ معاملات کی طلب یا زر نقد کی طلب کہا جاتا ہے۔

39۔ **تخمینی ضروریات (سٹہ بازی) کے لئے زر کی طلب کیا ہوتی ہے؟**

ج: سٹہ بازی کے لیے زر کی طلب کا انحصار شرح سود پر ہوتا ہے یعنی کم شرح سود پر سٹہ بازی کے لیے زر کی طلب زیادہ ہوتی ہے جبکہ زیادہ شرح سود پر زر کی طلب کم ہو جاتی ہے۔

40۔ کینز کے مطابق عام لین دین کے لئے زر کی طلب سے کیا مراد ہے؟

ج: عام لوگ اپنی روزمرہ ضروریات کی اشیاء خریدنے کے لیے کچھ زر نقدی کی صورت میں اپنے پاس رکھتے ہیں مثلاً آٹا، گوشت سبزی اور کپڑا وغیرہ خریدنے کے لیے۔ جس شخص کی آمدنی زیادہ ہوگی وہ اس مقصد کے لیے زیادہ زر اپنے پاس رکھے گا۔ اسی طرح کاروباری لوگوں کو بھی نقد رقم کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ خام مال خرید سکیں اور مزدوروں کو اجرتیں وغیرہ ادا کر سکیں یہ لوگ جتنی زیادہ اشیاء خریدیں گے اتنی ہی زیادہ نقد رقم اپنے پاس رکھیں گے۔

(i) محرک لین دین (ii) حفظ ماتقدم (iii) محرک تخمینی

41۔ شرح سود کی اسلامی معاشرہ میں کیا اہمیت ہے؟

ج: اسلام میں سود کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کے بارے میں قرآن و حدیث میں واضح احکامات موجود ہیں۔ اسلامی معاشرے میں بلاسود قرضہ حسنہ دیا جاتا ہے جس سے ضرورت مندوں کی حاجت بھی پوری ہو جاتی ہے اور رضائے الٰہی بھی حاصل ہوتی ہے جبکہ کاروبار سے متعلق مضاربت کا طریقہ بتایا ہے نیز بلاسود بنکاری کی بھی کئی صورتیں موجود ہیں۔

42۔ جدید دور میں مخلوط نظام کے تحت ''صفر شرح سود'' کی کیا اہمیت ہے؟

ج: دور جدید میں سودی کاروبار کسی معاشی نظام کا ایک لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ مخلوط معاشی نظام صفر شرح سود کے حق میں نہیں کیونکہ بچتیں کرتے وقت، سرمایہ کاروں کو قرض دیتے وقت، سیال پذیری کی ترجیح نیز معیشت کو کامل روزگار کی سطح پر متوازن حالت میں رکھنے کیلئے شرح سود کا لچکدار ہونا نہایت ضروری ہے۔ سردبازاری اور افراط زر کی شدت کو کم کرنے کیلئے بھی شرح سود کا اہم کردار ہوتا ہے لہٰذا سود کو منسوخ کرنے سے ان حالات کو کنٹرول کرنا مشکل ہوگا۔

43۔ معاشیات میں منافع سے کیا مراد ہے؟

ج: قومی آمدنی کا وہ حصہ جو آجر کو اس کی تنظیمی خدمات کے عوض دیا جاتا ہے' منافع کہلاتا ہے۔ پروفیسر سلیگ من کے مطابق ''منافع کاروباری متاجر کی آمدنی ہوتی ہے۔''

44۔ پروفیسر بولڈنگ نے منافع کی کیا تعریف بیان کی ہے؟

ج: پروفیسر بولڈنگ (Professor Boulding) کے مطابق ''منافع وہ فرق ہے جو آجر کی اشیاء کی فروخت سے حاصل ہونے والی کل آمدنی اور ان کے پیدا کرنے کے کل مصارف کے درمیان ہوتا ہے۔''

45۔ خالص منافع کسے کہتے ہیں؟

ج: خالص منافع محض وہ معاوضہ ہوتا ہے جو آجر کو تنظیمی خدمات سرانجام دینے اور نفع و نقصان کی ذمہ داری قبول کرنے کے صلہ میں ملتا ہے۔

46۔ خام منافع یا مرکب منافع کی تعریف کریں؟

ج: (الف) آجر کی اپنی زمین کا لگان (ب) آجر کی اپنی محنت کی اُجرت (ج) آجر کے اپنے سرمائے کا سود
(د) اتفاقیہ منافع (ر) اجارہ داری کا منافع (س) تخمینی منافع

47۔ کیا منافع کی ادائیگی ضروری ہے؟

ج: منافع کمانا جائز ہے اور اس کی ادائیگی کا جواز یہ ہے کہ:

(i) جب دیگر عاملین کو ان کے معاوضے ملتے ہیں تو پھر آجر کو بھی ایک عامل پیدائش کی حیثیت میں منافع ملنا چاہیے۔

(ii) آجر کاروبار کی بنیاد ڈال کر خطرات کا سامنا کرتا ہے اور بے یقینی حالات کا مقابلہ کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے بدلے اسے کچھ معاوضہ ضرور ملنا چاہیے۔

(iii) منافع کی عدم موجودگی کی صورت میں پیدائش دولت کا کام رُک سکتا ہے۔
(iv) منافع کی وجہ سے آجر ایجادات اور دریافتوں کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔
(v) اسلام میں بھی جائز منافع کمانے کی اجازت ہے۔

48۔ منافع کی اقسام بیان کریں؟

ج: ① خلاص منافع ② خام منافع

49۔ پروفیسر نائٹ کا نظریہ منافع بیان کریں؟

ج: اس نظریہ کے طابق آجر کو بہت سے غیر یقینی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کا معاوضہ اسے منافع کی صورت میں ملتا ہے کیونکہ ایک آجر آنے والے مستقبل کے حالات کے بارے میں حتمی طور پر کوئی رائے یا فیصلہ نہیں دے سکتا۔ چنانچہ آجر اپنی جدو جہد سے اس غیر یقینی کیفیت سے کچھ نہ کچھ کما لیتا ہے۔

50۔ اتفاقیہ منافع سے کیا مراد ہے؟

ج: بعض اوقات میں حالات میں اچانک تبدیلی واقع ہونے سے آجر کا منافع بڑھ جاتا ہے جسے اتفاقیہ منافع کہتے ہیں۔ جیسا کہ جنگ یا سیاسی عدم استحکام کی بدولت چینی کی قیمت بڑھ جانے سے آجروں کے اتفاقیہ بڑھ جاتا ہے۔

51۔ نارمل منافع سے کیا مراد ہے؟

ج: نارمل یا معیاری منافع سے مراد ایسا کم از کم منافع ہے جو ایک فرم کو کسی کاروبار میں موجود رہنے کے لیے ملنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ اس تنخواہ کے برابر ہوتا ہے جو ایک آجر کسی دوسری جگہ ملازمت کر کے (بطور مینجر) مل سکتا ہے۔ جب فرم کے کل مصارف اور کل حاصل برابر ہوں تو فرم معیاری یا معمولی منافع کما رہی ہوتی ہے۔

52۔ غیر معمولی منافع کی تعریف کریں؟

ج: جب فرم کی کل وصولی اس کے کل مصارف سے زیادہ ہو تو فرم کو غیر معمولی حاصل ہوتا ہے۔

53۔ منافع اور سود میں کیا فرق ہے؟

ج: (i) سود سرمائے کو استعمال میں لانے کا معاوضہ ہے جبکہ منافع آجر کی کاوشوں کا پھل ہوتا ہے۔
(ii) سود کی شرح پہلے سے طے شدہ ہوتی ہے اور یہ منفی یا صفر نہیں ہوتا۔ منافع کا تعین پہلے سے نہیں ہو سکتا اور نقصان کی صورت میں یہ منفی بھی ہو سکتا ہے۔
(iii) حالات میں اتفاقیہ تبدیلی شرح سود کو فوراً متاثر نہیں کرتی جبکہ آجر کے منافع پر لازماً اثر انداز ہوتی ہے۔
(iv) اسلامی معاشرہ میں سود کو حرام قرار دیا گیا ہے جبکہ جائز اور مناسب حد تک منافع کا جواز موجود ہے۔

پارٹ II: انشائیہ Descriptive Part

1- نظریہ مختتم پیداواری کی تشریح کیجئے اور اس کے مفروضات بھی بیان کیجئے۔
2- تقسیم دولت کے نظریہ مختتم پیداواری کا تنقیدی جائزہ لیجئے۔
3- عاملین پیدائش کے معاوضوں کے تعین کا جدید نظریہ بیان کیجئے۔